چیف ایڈیٹر

محمد کاشف رضا

مرکزی مجلس رضا ○ لاہور

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کا ترجمان، اخلاقی، ادبی، تمدنی جریدہ

جلد نمبر 28، ذوالحجہ، جولائی 2021، 1442ھ، شمارہ 245

○ بانی مجلس رضا: حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

○ بانی ماہنامہ: پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

● چیف ایڈیٹر: محمد کاشف رضا ● اعزازی ایڈیٹر: عامر ابراہیم الاشعری

نمبر شمار	عنوانات	زورِ قلم	صفحہ نمبر
1	نابینا اہلِ بصیرت اور ہم	محمد کاشف رضا کے قلم سے	2
2	فرمانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ	ابوالحسن محمد راشد رضا مدنی	5
3	کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین	مولانا محمد رضوان طاہر فریدی	30
4	خطوطِ اقبال بنام پروفیسر محمد الیاس برنی	محمد کاشف رضا	40
5	امیر البحر خیر الدین پاشا باربروسہ	تابش صدیقی	51
6	حکیم محمد موسیٰ......ایک حقیقی انسان	صاحبزادہ سید فاروق القادری	60

قیمت -/50 روپے

خط وکتابت اور ملنے کا پتا

دفتر ماہنامہ جہانِ رضا ظہور پلازہ

دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

0333-7861895 - 0300-1090045

ادار یہ

نابینا اہلِ بصیرت اور ہم

مولانا روم نے لکھا ہے کہ کسی شہر کی شاہراہ پر ایک نابینا فقیر صدا لگا رہا تھا کہ ''لوگو میں دو طرح سے اندھا ہوں میری مدد زیادہ کرو'' ایک صاحب نے رُک کر پوچھا، آنکھوں سے اندھے تو تم نظر آ ہی رہے ہو یہ دو طرح کا اندھا ہونا کیا ہے؟ اس نابینا فقیر نے کہا ایک میں بصارت سے اندھا ہوں دوسرا بصیرت کا بھی اندھا ہوں، لہٰذا دو طرح کا اندھا ہوا نا؟ مولانا نے فرمایا تھا کہ بندہ بصارت کا اندھا ہو تو کوئی عیب نہیں بصیرت کا اندھا نہ ہو۔۔اس لئے شاعر نے کہا تھا

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

تاریخ نے آنکھ کی بینائی سے محروم، باطنی آنکھ کے روشن لوگوں کا ذکر بھی کیا ہے، جو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ برٹش حکومت کے زمانے میں پنجاب کے گورنر لارڈ ڈلہوزی نے عیسائی مشنری کے مراکز قائم کروائے، برطانیہ سے پادری درآمد کئے، جن میں پادری فورمین (بانی ایف سی کالج لاہور) پادری فنڈر (رسوائے زمانہ کتاب میزان الحق کا مصنف) قابلِ ذکر ہیں۔ لاہور میں اُن دنوں ایک نابینا مناظرِ اسلام حافظ ولی اللہ لاہوری تھے۔ جو حافظِ قرآن وانجیل تھے۔ حافظ ولی اللہ لاہور سے باہر کچھ دنوں بعد واپس آئے تو دیکھا علماء لاہور اور پادری فنڈر کے درمیان تین دن سے مناظرہ ہو رہا ہے۔ حافظ صاحب لاہور آتے ہی مناظرہ گاہ پہنچ گئے۔ تنِ تنہا مقابلے میں آ گئے اور کہا میں چونکہ نابینا ہوں اس لئے اپنے مدِ مقابل کو قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حافظ صاحب کو پادری کے

پاس لے جایا گیا انہوں نے پادری کے چہرے کو ٹٹولا اور اسکے منہ پر ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا کہ پادری فنڈر کے منہ سے خون کے فوارے اُبل پڑے۔مناظرہ ہنگامے میں بدل گیا۔ حافظ صاحب گرفتار ہوئے اور دوسرے دن انگریز مجسٹریٹ کے سامنے بیان دیا اور کہا

''مجھ پر یہ الزام غلط ہے کہ میں نے ارادہ قتل سے تھپڑ مارا ہے۔میں تو دیکھنا چاہتا تھا کہ پادری صاحب انجیل مقدس پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں کیونکہ انجیل میں لکھا ہے کہ اگر تمہیں ایک تھپڑ مارا جائے تو دوسرا گال پیش کر دو مگر پادری صاحب نے انجیل کی تعلیم پر عمل کرنے کی بجائے مقدمہ دائر کر دیا ہے''۔

پچھلے دنوں لاہور میں نابینا افراد نے احتجاجی دھرنا دیا۔نابینا افراد کا مطالبہ تھا کہ انہیں روزگار فراہم کیا جائے۔انہوں نے حکومت کے خلاف شدید نعرے بازی بھی کی۔خبر ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے نابینا افراد کو ان کے حقوق نہ دینے اور ان کے دھرنے کے دوران پولیس تشدد کے معاملے پر وفاقی اور صوبائی حکومت کو نوٹس جار کر دیئے ہیں۔درخواست پر مزید کارروائی 4 دسمبر کو ہو گی۔ دوسری خبر ہے کہ ایک نابینا سول جج یوسف سلیم کی تعیناتی کی سفارش کر دی گئی ہے۔ یوسف سلیم پنجاب یونیورسٹی سے ایل ایل بی (آنرز) ہیں۔عدلیہ کے تحریری امتحان میں ساڑھے چھ ہزار امیدواروں میں اول پوزیشن حاصل کی۔ مگر نابینا ہونے کی وجہ سے انہیں انٹرویو کا اہل تصور نہیں کیا گیا۔مئی 2018ء میں چیف جسٹس کے از خود نوٹس کے بعد انہیں لاہور ہائی کورٹ سے ایک خط موصول ہوا جس میں آگاہ کیا گیا تھا کہ بھرتیوں کے لئے ایگزامینیشن کمیٹی نے انہیں سول جج/مجسٹریٹ مقرر کرنے کی سفارش کی ہے۔یوں یوسف سلیم پاکستان کے پہلے نابینا سول جج ہوئے۔

درحقیقت ہم بھی ظاہری آنکھوں کے ہوتے ہوئے بھی نابینا ہی ہیں۔ہم ظلم دیکھتے ہوئے بھی نابینا ہوجاتے ہیں۔ہم فاقہ کش یتیموں کو دیکھ کر بھی نابینا بن جاتے ہیں۔ہم جعلی پیروں کے ہاتھ چومتے وقت بھی نابینا ہوتے ہیں۔ ہم جاہل خطیب کی تقریر سنتے وقت بھی نابینا ہوتے ہیں۔ ہم قبضہ گروپوں، بدمعاشوں کے سامنے بھی نابینا ہوتے ہیں۔ہم سچی گواہی دیتے وقت بھی نابینا ہوتے ہیں۔ جہاں غیرت کی بات ہو، سچ کا اعلان کرنا ہو ہم وہاں بھی نابینا ہوجاتے ہیں۔

ہم وہ خودفریب لوگ ہیں، جو اپنے گھر کو بچانے کے لئے بستی کا جلنا گوارہ کر لیتے ہیں۔ماں کا پیار اجنبی عورت سے چاہتے ہیں۔مجید امجد نے کہا تھا

میں روز اِدھر سے گزرتا ہوں، کون دیکھتا ہے
میں جب اِدھر سے نہ گزروں گا، کون دیکھے گا

فرمانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ

من احادیث الصحاح

جل وعلا وعلیہ التحیۃ والثناء

ابوالحسن محمد راشد رضا مدنی

اللہ تبارک وتعالی نے فقط اپنی قدرت کاملہ سے اس دنیا کو بنایا، طرح طرح کے بیل بوٹوں سے اسے سجایا اور یہ سب فقط حضرات آدم و بنی آدم کے لیے بنایا، پھر تمام مخلوق کو بھی انہیں حضرات کے لیے مسخر فرمایا، جب کہ حضرات بنی آدم کو وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ کا تاج سجا کر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ کی مبارک صورت عطا کر کے اس عالم آب وگل کو مزیّن فرمایا پھر انہیں حضرات بنی آدم کی اصلاح کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے معزز انبیاء ورُسُل علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا، ان تمام انبیاء ورُسُل علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو نہ صرف اپنی مخلوق کی ہدایت وراہنمائی کے مبارک منصب پر سرفراز فرمایا بلکہ انہیں مختلف معجزات اور مبارک کلام سے سرفراز فرمایا اللہ تبارک وتعالی کے اِن معزز ومکرم بندوں نے اپنے اس عظیم کام کو باحسن وخوبی نبھایا، خلق خدا کی ہدایت وراہنمائی کے لیے جو کلام الٰہی بذریعہ انبیاء ورسل علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام جو کلام الٰہی تشریف لا یا علماء کرام نَفَّعَنَا اللّٰهُ تعالیٰ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ نے اس کلام الٰہی کو دل وجان سے تسلیم کر کے سر آنکھوں پر سجایا پھر اسے عوام کو سمجھانے کے لیے دو قسموں (وحی متلو اور وحی غیر متلو) پر تقسیم فرمایا سب تعریفیں اس خدائے واحد لم یزل کے لیے ہیں جس نے ہماری دنیا وآخرت میں بہتری اور ہدایت کے لیے اپنے کلام رحمت

کو ہمارا امام وراہنما بنا کر ہمیں اس پر ایمان لانے کی توفیق دے کر اپنی رحمت سے یہ سب سامان فرمایا پس جس نے اپنے رب کریم کے فرمان پر عمل کیا اس نے ''وقت کی امامت'' کا تاج سجایا، خوش بختوں نے بروز محشر اس کے حق میں فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا کا نعرہ بلند فرمایا اور جس بدنصیب نے اس کلام ہدایت سے منہ موڑا تو فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِيْنًا کا طوق اپنے گلے لٹکایا، اُس کے اعمال نے اُسے نار دوزخ کا حق دار ٹھہرایا۔

اللہ تبارک وتعالی کے فضل وکرم سے اِن فرامین خدا جل جلالہ کو جمع کر کے ان کے مفاہیم اور علماء کرام کَثَّرَ ہم اللہ تعالی کی تشریحات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے اللہ تعالی اپنے کلام پاک کی برکت سے ہم سب کو نوازے اور اس پر عمل کر کے دنیاوآخرت میں اس کے صدقے کامیابی وکامرانی سے نوازے آمین بجاہ سید المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم

کتاب پڑھنے سے پہلے اس کے اسلوب کو جاننا بڑی اہمیت رکھتا ہے لہذا اسلوب یہ ہے کہ زیر نظر کتاب صحاح ستہ کی کتب میں موجود احادیث قدسیہ، ان کا ترجمہ اور علماء کرام کی تشریحات کو جمع کر کے ترتیب دی ہے۔

یہاں اِن شاء اللہ عز وجل حدیث پاک کا متن، اس کا ترجمہ اور علماء کرام کی تشریحات پیش کی جائیں گی حدیث پاک کا متن ذکر کیا جائے گا تا کہ اہل ذوق اور علماء کرام کلام خداوندی جل شانہ سے بھی مستفیض ہوں۔

وہ احادیث مبارکہ جو تکرار معنوی سے مختلف کتابوں میں موجود ہیں وہاں ایک ہی حدیث پاک کو ذکر کیا ہے بقیہ کا حتی المقدور حوالہ ذکر کیا ہے تا کہ تکرار نہ ہو۔

جن علماء اہلسنت کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے (اور یہ چالیس سے کچھ زائد ہیں) ان کے ماخذ ومراجع کو آخر میں ذکر دیا ہے۔

بڑے افسوس کے ساتھ کہ کچھ احادیث بمع متن وشرح گم ہوگئیں اہل علم حضرات سے عرض ہے کہ اس پر اطلاع پائیں تو مجھے بھی مطلع فرمائیں تا کہ آیندہ ایڈیشن میں شامل کردی جائیں۔

حدیث قدسی کیا ہے؟

قاموس الفقہ میں ہے کہ بعض حدیثوں میں صراحتاً رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کی طرف نسبت فرمائی (کہ یہ اللہ عزوجل کا کلام ہے)ایسی حدیث کو حدیث قدسی یا حدیث الٰہی کہتے ہیں ایسی احادیث سو (۱۰۰) سے زیادہ ہیں۔

قرآن مجید اور احادیث قدسیہ میں فرق کیا ہے؟

اس میں فرق یہ ہے کہ قرآن پاک تواتر سے ثابت ہے جب کہ حدیث قدسی تواتر سے ضروری نہیں اور نماز وغیرہ میں اس کی تلاوت کافی نہیں۔

(قاموس الفقہ ج ۳ ص ۲۳۵ زمزم پبلشرز کراچی)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں حدیث قدسی کی تعریف یوں کی گئی ہے

حدیث قدسی جسے حدیث الٰہی یا حدیث ربانی بھی کہتے ہیں۔احادیث کی ایسی قسم ہے جو اللہ تعالی کے الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے لیکن قرآن کریم کو نماز میں تلاوت کیا جاتا ہے جبکہ حدیث قدسی کی نماز وغیرہ میں تلاوت نہیں وہ (قرآن پاک) جبریل امین کی وساطت سے آیا اور یہ (حدیث قدسی) بذریعہ الہام یا بذریعہ خواب بھی آسکتی ہے۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۷ ص ۸۵ پنجاب یونیورسٹی پریس لاہور)

بحمداللہ تعالی حدیث قدسی کی تعریف معلوم ہونے کے بعد ہم اِن احادیث

مبارکہ سے فیض یاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

کتاب التخلیق

سب سے پہلے کیا ہوا؟

(۱) قال عبادۃابن الصامت لابنه یابنیّ انک لن تجدطعم حقیقة الایمان حتی تعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک وما اخطاک لم یکن لیصیبک سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم یقول ان اول ماخلق اللّٰه، القلم وقال له اکتب! قال ربّ وماذااکتب ؟قال اکتب مقادیر کل شیء حتی تقوم الساعة،یابنیّ انی سمعت رسول اللّٰه صلّٰی اللّٰه تعالیٰ علیه وآلہٖ وسلّم یقول من مات علی غیرہذافلیس منی۔

(سنن ابوداوٗد ج ۲ ص ۳۰۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور، سنن ترمذی ص ۴۱۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے میرے بیٹے تم کبھی بھی ایمان کی مٹھاس نہ پاؤ گے جب تک یہ نہ جان لو کہ جو کچھ تمہیں ملنے والا ہے وہ رکنے والا نہیں اور جو تمہیں نہیں ملا وہ نہیں ملنا تھا کیونکہ میں نے اللہ کے رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے سنا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اُس سے فرمایا لکھ! قلم نے عرض کی اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ فرمایا قیامت تک جو چیزیں ہوں گی سب کی تقدیر لکھ دے (پھر سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا) اے

میرے بیٹے میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کوفرماتے سنا جواس کے سوا کسی اورعقیدے پر مرا تو اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

شرح:

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنان حدیث مذکور کے تحت فرماتے ہیں یہ اولیت اضافی ہے یعنی عرش ، پانی، ہوا اور لوح محفوظ کی پیدائش کے بعد جو چیز سب سے پہلے پیدا ہوئی وہ قلم ہے مرقاۃ میں اسی جگہ ہے کہ سب سے پہلے نور محمدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پیدا ہوا وہاں اولیّت حقیقیہ مراد ہے یعنی بعض لوگ کہتے ہیں حقیقت محمد یہ ہی قلم ہے اس صورت میں یہاں اولیت حقیقی ہے۔

{مرآۃ المناجیح ج ا ص ۱۰۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور}

جنت ودوزخ:

(۲) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم قال لمّا خلق اللّٰہ الجنۃ قال لجبریل اذہب ، فانظر الیہا ، فذہب فنظر الیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لا یسمع بہا احدالا دخلہا ثم حفہا بالمکارہ ثم قال یا جبریل اذہب فانظر الیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لقد خشیت الّا یدخلہا احد قال فلما خلق اللّٰہ تعالی النار قال یا جبریل اذہب فانظر الیہا فذہب فنظر الیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتک لا یسمع بہا احد فیدخلہا فحفہا بالشہوات ثم قال یا جبریل اذہب فذہب فنظر فقال ای رب وعزتک وجلالک لقد خشیت الا یبقی احدالا دخلہا۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

صلّٰی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایاجب اللہ تبارک وتعالی نے جنت کو پیدافرمایاتوحضرت جبریل علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا جاؤاوراسے دیکھوانہوں نے جا کر دیکھااورواپس آکرعرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم جواس کے متعلق سنے گاوہ اس میں ضرور داخل ہو گا پھراللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے نفس کی ناپسندیدہ چیزوں سے ڈھانپ دیا پھرفرمایااے جبریل جاؤاوراسے دیکھوانہوں نے جا کر دیکھا اور واپس آکرعرض کی اے رب تیری عزت کی قسم مجھے توڈرہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہوسکے گااور جب اللہ تعالی نے جہنم کو پیدافرمایاتوجبریل سے فرمایااے جبریل جاؤاوراسے دیکھوانہوں نے جا کر دیکھاواپس آکرعرض کی اے باری تعالی تیری عزت کی قسم جوبھی اس کے متعلق سنے گاکبھی اس میں داخل نہ ہوگاتواللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے نفسانی خواہشات سے ڈھانپ دیااورفرمایااے جبریل (علیہ الصلوۃ والسلام) جاؤاوراسے دیکھوانہوں نے جا کر دیکھا پھرآکرعرض کی اے رب جل جلالہ تیری عزت وجلال کی قسم مجھے ڈرہے کہ کہیں سارے ہی اس میں داخل نہ ہوجائیں۔

شرح:

پتہ چلا جنت اس قدر حسین و پُرسکون جگہ ہے کہ جوشخص بھی اسے دیکھے توضروراس میں داخل ہونے کی خواہش کرے گامگراس کے حصول لیےہمیں اتباع قرآن وسنت کی ضرورت ہے یہاں تک کہ ہم ایمان سلامت لے کرقبرمیں اترجائیں یہ مرحلہ کوئی آسان نہیں بلکہ اس کے حصول کے لیےہمیں زندگی بھرایک ایک قدم پھونک پھونک کررکھنا ہوگانامعلوم اُٹھنے والاکون سا قدم اللہ تعالیٰ کی ناراضی لائے اوروہ ناراض ہوکرواصل جہنم فرمادے العیاذ باللہ تعالیٰ یہی چیز (قرآن وسنت کی پیروی) مکارہ نفس (یعنی نفس کی ناپسندیدہ چیز) ہے کیونکہ نفس کی طبیعت میں عیش

کوشیاں ،آرام اور سستیاں بھری ہیں نفس تو یہی چاہتا ہے کہ گھر بیٹھے طرح طرح کے کھانے ملیں ،آرام دہ بستر ہو کوئی کاروباری فکر نہ ہو کوئی جائیداد میں شریک نہ ہو کوئی کئی نوکر چاکر ہوں جو ہر وقت ''جی حضور ،جی حضور'' کی تسبیح پڑھتے رہیں وغیرہ وغیرہ

مگر ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ان الدنیا مزرعة الاٰخرة یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو اس میں بوئیں گے وہی آخرت میں کاٹیں گے دنیا آخرت کی کھیتی ہے پس اس دنیا میں یہ آرام وسکون قربان کرکے رات دن اللہ تعالیٰ کی رضا والے کام کرکے ،عبادتیں ریاضتیں کرکے اللہ تعالیٰ کی عطا سے اگر ایمان سلامت لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اِن شاء اللہ العزیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی شفاعت سے یہی چیزیں بلکہ ان سے کئی گنا زیادہ جن تک ہمارا وہم وگمان بھی نہیں جا سکتا جنہیں ہماری آنکھ بھی نہیں دیکھ سکتی نہیں ،نہیں بلکہ وہ ہمارے وہم وگمان سے بھی وراء الوراء وہ مقام اور نعمتیں ہمیں جنت میں میسر ہوں گی جب کہ اس کے برعکس اگر دنیا میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی فرمانبرداری اور اللہ کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی سنتوں کی پیروی اور شریعت کی پاس داری نہ کی تو خدانخواستہ کل بروز قیامت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا وہ عذاب بھی ایسا ہوگا کہ اس کا اندازہ ہم نہیں لگا سکتے اس دنیا کی جتنی بڑی تکلیف ہے اسے اور تمام تکالیف کو اگر ملا دیا جائے پھر بھی آخرت کے عذاب کا ایک حصہ بھی نہیں بن سکتیں تو کیوں نہ ہم اللہ ورسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق چلتے ہوئے اپنی زندگی گزاریں اور دنیا وآخرت میں عزت کا مقام پائیں۔

حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ خواہشات نفسانی بالآخر جہنم میں لے جانے والی ہیں جب کہ خوش خبری ہے ان کے لیے جو تکلیفوں اور درد و اَلَم

کا سامنا کرتے ہیں صبر وشکر سے زندگی گزارتے ہیں کسی کے سامنے اپنے رنج والم کا شکوہ وشکایت نہیں کرتے اِسی طرح اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردیتے ہیں اُنہیں مرنے کے بعد ابدی سکون حاصل ہوگا اگر دنیاوی طور پر بھی دیکھا جائے تو جو بندہ بھی دولت مند بنتا ہے تو پہلے بہت محنت ومشقت کرتا ہے دن رات ایک کرکے مال کماتا ہے پھر کہیں جا کر اُس کا نام بنتا ہے، کام چلتا ہے اور دنیاداروں کی صف میں بیٹھنے کے لائق ٹھہرتا ہے اِسی طرح آج زندگی بھر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توفیق سے اس کی عبادت کریں اِن شاء اللہ عزوجل جنت میں ٹھکانا ہوگا۔

جاگنا ہے جاگ لو افلاک کے سائے تلے
حشر تک سوتے رہو گے خاک کے سائے تلے

جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے:

(۳) عن ابی ہریرة قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیه وآله وسلم لماخلق اللّٰہ تعالیٰ آدم ونفخ فیه الروح ،عطس فقال الحمدلله فحمد اللّٰہَ باذنه فقال له ربه یرحمک اللّٰہ یا آدم اذہب الیٰ اولئک الملائکة الیٰ ملاء منہم جلوس فقال السلام علیکم فقالو وعلیک السلام ورحمةاللّٰہ ثم رجع الیٰ ربه قال ان ہذہ تحیتک وتحیة بنیک بینہم فقال اللّٰہ له ویداہ مقبوضتان اِختر!ایہماشئتَ قال اخترت یمین ربی وکلتایدی ربی یمین مبارکة ثم بسطہا فاذافیہاذریته فقال ای رب ماہولاء ؟ قال ہولاء ذریتک فاذاکُلّ انسان مکتوب عمرہ بین عینیه فاذا فیہم رجل اَضوَءہم قال یارب من ہذا؟ قال ابنک داؤد قدکتبت له عمر اربعین سنة قال یارب زدہ !

فی عمرہ قال ذاک الذی کتب لہ قال ای رب انی قد جعلت لہ من عمری ستین سنۃ قال انت و ذاک و قال ثم اسکن ما شاء ثم اہبط منہا فکان آدم یعد لنفسہ قال فاتاہ ملک الموت فقال لہ آدم قد عجلت قد کتب لی الف سنۃ قال بلیٰ ولکنک جعلت لابنک داو'د ستین سنۃ فجحد فجحدت ذریتہ و نسی فنسی ذریتہ قال فمِن یومئذ امر بالکتابۃ والشہود۔

{ترمذی ص ۵۵۰ قدیمی کتب خانہ کراچی}

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکارِ دوعالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان باقرینہ ہے جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا اور اُن میں روح پھونکی تو اُنہیں چھینک آئی آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا الحمدللہ اور اُس کے حکم سے اس کی حمد کی اُن کے رب تعالیٰ نے فرمایا یرحمک اللہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) اے آدم تم اِن فرشتوں کی طرف جاؤ، وہاں فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے اُن فرشتوں کے پاس جا کر اُنہیں کہا السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ پھر وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا آپس میں سلام ہے پھر فرمایا اِن دونوں میں سے جسے چاہو اختیار کر لو اس وقت اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ بند تھے {جیسا اُس کی شان کے لائق} حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی میں اپنے رب تعالیٰ کا داہنا ہاتھ اختیار کرتا ہوں حالانکہ اُس کے دونوں ہاتھ داہنے اور بابَرَکت ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے مٹھی کھولی تو اُس میں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد

موجود تھی۔حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوہ والسلام نے عرض کی یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد ہے ۔آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے دیکھا کہ تمام انسانوں کی آنکھوں کے درمیان اُن کی عمریں لکھی ہوئی تھیں اُن میں ایک شخص تھا جو زیادہ پُرنور تھا،عرض کی یارب جل شانہ یہ کون ہے؟ فرمایا یہ تمہارے بیٹے داوٗدعلیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور میں نے اِن کی عمر چالیس لکھی ہے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کی یااللہ عزوجل میں نے اپنی عمر کے ساٹھ سال اُنہیں دیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارااوراُن کا معاملہ ہے پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جنت میں رہے پھر وہاں سے (زمین پر)اتارے گئے تو آپ اپنی عمر گنتے رہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا پھراُن کے پاس ملک الموت علیہ السلام آئے تو آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تم نے جلدی کی ، میری عمر ایک ہزار سال مقدر ہے فرشتے نے عرض کی ٹھیک ہے مگر آپ نے اپنی عمر کے ساٹھ سال اپنے بیٹے داوٗدعلیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو دے دیے تھے تو آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے انکار کیا اوراُن کی اولاد نے بھی انکار کیا حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے بھول ہوئی تو اُن کی اولاد سے بھی بھول ہوئی۔سرکار دوعالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا اُسی دن سے لکھنے اور گواہوں کا حکم ہوا۔

شرح:

اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ جل جلالُہ کے لیے ''ہاتھ'' کا لفظ آیا تو اِس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اسلامی نقطہءِ نظر سے اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیات سے پاک ہے اُس کے لیے اعضاء تو کیا جسم بھی ثابت کرنا کفر ہے جب کہ یہ حدیث اور اسی طرح دیگر اَحادیث یا آیات جن میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے لیے جسمانی اعضاء کے متعلق

الفاظ آئے ہیں تو وہ اعضاء حقیقت میں مراد نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء حق کیا فرماتے ہیں اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے چنانچہ اسی سے ملتے جلتے معنیٰ کی آیت {یوم یکشف عن ساق کے تحت تفسیر صاوی میں لکھا ہے وہو یکشف عن ساق کنایة عن الشدة یقال لمن شمر عن ساقه عند العمل الشاق

کچھ آگے چل کر مزید فرماتے ہیں سئل ابن عباس عن ہذه الایة فقال اذاخفیٰ علیکم شیء من القرآن فاتبعوه فی الشعر فانه دیوان العرب

{تفسیر صاوی ج٦ ص٢٢١٨ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور}

یعنی جس دن وہ پنڈلی کھولے گا یہ سختی سے کنایہ ہے اور یہ اُس شخص کے لیے کہا جاتا ہے جو کسی مشکل کام کے وقت آستین یا پائجامہ چڑھا کر چلے ،،،،،حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جب تم پر قرآن پاک کا کوئی معنیٰ مخفی ہو تو عربی اشعار کو دیکھو بے یہ (یعنی قرآن پاک) بھی دیوان عرب کی طرز پر نازل ہوا ہے۔

معلوم ہوا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی ایسی روایت آئے تو اُسے حقیقت پر محمول نہ کیا جائے بلکہ علماء اہلِ سنت سے رجوع کیا جائے اور اس کے معانی یا وضاحت خود سے نہ کی جائے نہ ہی علماء اہل سنت کے قول پر مزید کوئی حاشیہ لگایا جائے۔اللہ تعالیٰ ہمارے سروں پر علماء حق کا سایہ قائم ودائم فرمائے اور ان سے فیوض وبرکات سمیٹتے رہنے کی توفیق دے آمین

نماز بندے اور رب کے درمیان تقسیم ہے

(۴) عن ابی ہریرة عن النبی صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله

وسلَّم قال من صلّٰی صلوۃ لم یقراء فیہا بام القرآن فہی خداج ثلاثا تمام فقیل لابی ہریرۃ انانکون من وراء الامام فقال اقراء! بہا فی نفسک فانی سمعت رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول قال اللّٰہ تعالیٰ قسّمت الصلوۃ بینی بین عبدی نصفین ولعبدی ماسال فاذاقال الحمدللہ رب العلمین قال تعالیٰ حمدنی عبدی واذاقال الرحمن الرحیم قال اللّٰہ اثنیٰ علی عبدی فاذا قال مالک یوم الدین قال مجدنی عبدی وقال مرۃ فرض الی عبدی فاذاقال ایاک نعبدوایاک نستعین قال ہذا بینی وبین عبدی ولعبدی ما سال فاذاقال اہدناالصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیرالمغضوب علیہم ولا الضالین قال ہذا لعبدی ولعبدی ماسال۔

{مسلم ج۱ص۱۷۰ قدیمی کتب خانہ کراچی، ابوداؤدج۱ص۱۲۶ مکتبہ رحمانیہ لاہور نسائی ج۲ص۱۴۶}

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اُس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی وہ نماز ناقص ہے یہ تین مرتبہ ارشادفرمایا حضرت ابوہریرہ رضی تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ ہم تو امام کے پیچھے ہوتے ہیں (اور امام کے پیچھے قراءت جائزنہیں) فرمایا دل میں پڑھ لیا کرو کہ میں نے اللہ کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان تقسیم

کر دیا ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جو وہ مانگے گا پس جب وہ الحمدلله رب العلمین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی جب وہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثنا کی اور جب وہ مالک یوم الدین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یہ بھی فرمایا کہ میرے بندے نے اپنا سب کچھ میرے حوالے کر دیا اور جب ایاک نعبدو ایاک نستعین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جو وہ مانگے گا اور جب وہ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیرالمغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہی جو اس نے مانگا۔

ہاتھ اٹھتے ہی بر آئے ہر مدعا　　　وہ دعاؤں میں مولا اثر چاہیے

شرح:

حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی سلمہ الغنی اپنے مسلم شریف کے ترجمہ وحاشیہ میں فرماتے ہیں احناف کے نزدیک چونکہ امام کی قرائت مقتدی کی قرائت ہے لہذا امام کے کے پیچھے قرائت مکروہ تحریمی ہے نیز قرآن کریم میں ہے واذاقرء القرآن فاستمعوہ وانصتو یعنی جب قرآن پاک کی تلاوت کی جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو اس لیے ہمارے نزدیک امام کے پیچھے قراءت جائز نہیں اور تنہا نماز میں سورہ فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔

{حاشیہ صحیح مسلم مترجم ج ا ص ۳۴۶ پروگریسو بکس لاہور}

اِسی حدیث پاک کی شرح میں امام ابوذکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ رحمۃ

اللہ القوی نے فرمایا علماء فرماتے ہیں نماز سے مراد یہاں فاتحہ ہے اور یہاں نماز اس لیے فرمایا کہ اس کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔
{شرح صحیح مسلم للنووی ج ا ص ۱۷۰ قدیمی کتب خانہ کراچی}

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اپنے مشہور زمانہ تفسیری حاشیہ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا توریت وانجیل وزبور میں اس کی مثل کوئی سورت نازل نہیں ہوئی (ترمذی) ایک فرشتے نے آسمان سے نازل ہوکر حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو سلام کیا اور دو ایسے نوروں کی بشارت دی جو حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہ ملے ایک سورہ فاتحہ اور دوسرے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں (مسلم شریف) سورہ فاتحہ ہر مرض کے لیے شفاء ہے (دارمی) سورہ فاتحہ سو مرتبہ پڑھ کر جو دعا کرے اللہ تعالیٰ عزوجل قبول کرتا ہے (دارمی)
{خزائن العرفان ص ۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور}

اے نمازی تجھے مبارک ہو! کہ جب تلک تو نماز میں ہوتا ہے تو تیری قسمت ومقدر کی معراج ہوتی ہے تو بارگاہِ خدا میں التجاء کرنے والا ہوتا ہے اس کی پاکی بولنے والا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہ فقط اِس عرض کے صدقے جو دَرحقیقت اُسی کی عطا سے تو کررہا ہے تیرے لیے فرماتا ہے ولعبدی ماسال (یعنی میرے بندے کے لیے وہی ہے جو وہ مانگے سبحن اللہ عزوجل وہ کیا پرنور منظر ہوگا جب خالق ومخلوق ہم کلام ہوتے ہیں اگر یہ تصور باندھ کر نماز پڑھے تو کیوں نہ سرور آئے۔

نماز میں قراءت آہستہ کیوں؟

(۵) عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما) فی قولہ تعالیٰ ولاتجہر بصلاتک ولاتخافت

بهاقال نزلت و رسول اللّٰه صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وسلّم متوار بمکة فکان اذاصلّی باصحابه رفع صوته بالقرآن فاذا سمع ذلک المشرکون سبّوالقرآن ومن انزله ومن جاءبه فقال اللّٰه لنبیه صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وسلّم و لاتجہربصلاتک فیسمع المشرکون قراء تک ولاتخافت بهاعن اصحابک اسمعهم القرآن ولاتجہرذلک الجہروابتغ بین ذلک سبیلاً یقول بین الجہروالمخافة۔

{صحیح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۳ قدیمی کتب خانہ کراچی}

ترجمہ:

حضرت سیدنا سعید بن جُبَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ عزوجل کے فرمان و لاتجہر بصلاتک ولا تخافت بها (سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۱۰) ترجمہ(:اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ پوشیدہ رکھواوران دونوں کی درمیانی راہ اختیار کرو) کے بارے میں پوچھاتوفرمایاجب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو اُس وقت سرکارِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم صحابہ کرام علیہم الرضوان کونماز پڑھاتے ہوئے آواز بلند کرتے جب مشرکین سنتے توقرآن پاک اوراس کے اتارنے والے یعنی اللہ عزوجل اوراس کے لانے والے یعنی جبریل امین علیہ السلام کوگالیاں دیتے تواللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کوفرمایا و لا تجہر بصلاتک ولا تخافت بها یعنی اپنی نماز میں نہ بلند آواز سے پڑھوکہ مشرکین سن لیں نہ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے چھپاؤ بلکہ انہیں قرآن سنائیں اور بلندآواز سے نہ پڑھیں اور اِن دونوں کی درمیانی راہ اختیار کریں۔

شرح:

اس حدیث پاک میں مذکورآیت مبارکہ کے تحت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنے مشہورزمانہ تفسیری حاشیہ نورالعرفان میں فرماتے ہیں شان نزول: حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جب نماز میں بلندآواز سے قرآءت کرتے تو کفار، رب تعالیٰ جل شانہ کوگالیاں دیتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس لیے اب بھی ظہرو عصر میں قراءت آہستہ کی جاتی ہے تاکہ مسلمان اُس زمانے کی مجبوری یادکریں۔

نماز کا ذکر بارگاہ خدامیں:

(۲) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم قال یتعاقبون فیکم ملائکۃباللیل وملائکۃ بالنہار ویجتمعون فی صلوۃ الفجر و صلوۃ العصر ثم یعرج الذین باتوفیکم فیسئلہم ربہم وہواعلم بہم کیف ترکتم عبادی؟ فیقولون ترکناہم وہم یصلون واتیناہم یصلون۔

{صحیح مسلم ج ا ص۲۲۷ قدیمی کتب خانہ کراچی،صحیح بخاری ج ا ص۷۹ مکتبہ غوثیہ کراچی}

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے بے شک اللہ کے رسول ،رسول مقبول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایادن اور رات کے فرشتے تمہارے پاس آتے ہیں اورفجراورعصر میں جمع ہوتے ہیں پھرجنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری ہے وہ چلے جاتے ہیں اوراُن سے ان کارب جل شانہ پوچھتاہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کوکس حال میں چھوڑا؟ وہ عرض کرتے ہیں ہم نے اُنہیں اِس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھےاور جب اُن کے پاس گئےتو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

شرح:

دِن کے وقت آنے والے فرشتے یعنی وہ فرشتے جونماز فجر کے وقت آتے ہیں وہ عصر کے وقت چلے جاتے ہیں اوراُن کی جگہ اور فرشتے تشریف لاتے ہیں جونماز فجر تک ہر انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور بندوں کے نامہء اعمال نوٹ کرتے ہیں پھر بارگاہ خداوندی عزوجل میں چلے جاتے ہیں اوراللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرشتوں کو بدل بدل کر بھیجنا ابن آدم کی عبادت پر متعدد فرشتوں کو گواہ بنانے کے لیے ہے اور اُن سے سوال فرمانا اُن پر اقراری حجت قائم کرنا ہے تا کہ اُنہیں معلوم ہوجائے کہ جنہیں ہم فسادی اورخون ریز سمجھتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۳۰ میں فرشتوں کا قول ذکر فرمایا ہے{قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء ۔ترجمہ بولے کیا ایسے کونائب کرے گا جواُن میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزیاں کرے گا}وہ جب ہم جاتے ہیں تو عبادت میں مصروف ہوتا ہے اور جب ہم آتے ہیں تو بھی عبادت میں مصروف ہوتا ہے اور چپہ چپہ ابن آدم کے عبادت گزار ہونے پر گواہ ہوجائے اور اپنی زبان سے اس کا اعتراف کرے۔

تو اے ابن آدم اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے اور اللہ کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا کلمہ پڑھنے والے پانچوں نمازیں ادا کرتا کہ تیری عبادت پر فرشتے بھی گواہ بن جائیں اور کل قیامت میں تیری نجات کا سامان ہو۔

آخر رات میں دعا کی فضیلت:

(۷) عن ابی ہریرۃ ان رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم قال ینزل ربناتبارک وتعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیاحین یبقی ثلث الیل الآخر فیقول من یدعونی ؟

فاستجیب له ومن ذالذی یسئلنی ؟ فاعطیه من ذا الذی یستغفرنی؟فاغفرله فلایزال کذلک حتی یضیءالفجر۔

{مسلم ج۱ص ۲۵۸ ابوداؤد ج۱ص ۱۹۵ بخاری ج۱ص ۱۵۳ ابن ماجہ ص ۹۷}

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) پس فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تو میں اسے قبول کروں ،کون ہے جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اسے عطا کروں ،کون ہے جو مجھ سے مغفرت مانگے تو میں اُسے بخش دوں اسی طرح فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجائے۔

شرح:

گویا اس حدیث پاک میں رات کے آخری پہر کی فضیلت بیان کی جارہی ہے کہ عام طور پر اس وقت ہر جاندار سورہا ہوتا ہے مگر جو شخص اخلاص کے ساتھ اُٹھ کر اس وقت اللہ تعالیٰ عزوجل کی بارہ گاہ میں اپنا سر جھکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی عطا کرنے والا پاتا ہے جیسا کہ اس حدیث پاک سے ظاہر ہے اور کیوں نہ ہو کہ بندہ اپنے آرام و نیند کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہے تو وہ ضرور اسے عطا کرے گا اور بندہ اس کے علاوہ مانگے بھی تو کس سے؟ اور یہ سب اُسی کا فضل و کرم ہے۔اسی مضمون کی حدیث پاک بخاری شریف میں امام بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے نقل فرمائی ہے اس کی شرح میں حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے اللہ عزوجل نزول وعروج جگہ سے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے آنے سے منزہ ہے اس لیے کہ وہ جسم وجسمانیات سے پاک ہے اس لیے کہ وہ قدیم واجب

بالذات ہے میں شریف الحق امجدی کہتا ہوں یہ (حدیث قدسی) بھی متشابہات سے ہے جس میں مذہب اسلم (سلامتی والی بات) یہ ہے کہ اس کے حق ہونے پر ایمان رکھا جائے اور معنیٰ اللہ و رسول جل جلالہ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سپرد کیا جائے بعض نے یہ تاویل کی ہے کہ یہاں امر یا ملک محذوف ہے یعنی حکم الٰہی نازل ہوتا ہے یا اللہ عزوجل کے حکم سے فرشتہ نازل ہوتا ہے۔

{نزہۃ القاری شرح بخاری ج ۲ ص ۶۸۶ فرید بک سٹال لاہور}

نماز کی حفاظت پر اجر و ثواب:

(۸) عن سعید ابن المسیب ان اباقتادۃ ابن ربعی اخبرہ قال قال رسول اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم قال اللّٰہ عزوجل انی فرضت علیٰ امتک خمس صلوات وعہدت عندی عہداًانہ من جاء یحافظ علیہن لوقتہن ادخلتہ الجنۃ ومن لم یحافظ علیہن فلا عہد لہ عندی۔

{ابوداؤد ج ا ص ۷۳ مکتبہ رحمانیہ لاہور}

ترجمہ:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا بے شک میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور میں نے عہد کیا ہے کہ جو انہیں ان کے وقت کے مطابق حفاظت کرے گا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا تو اس کا میرے ہاں کوئی عہد نہیں۔

تبصرہ:

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا جائے تو ہم پر کتنی آسانی کی گئی ہے کہ

ابتداً پچاس نمازیں فرض تھیں حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی بدولت وبرکت اور مدد سے کم ہوتے ہوتے پانچ بچ گئیں جیسا کہ ان شاء اللہ عزوجل اس کا بیان آئے گا اب اگر کوئی شخص انہیں بھی ادا نہ کرے تو وہ کتنا بدنصیب ہے اپنے رب تعالیٰ کو سجدہ کرنے کا وقت نہیں حالانکہ رب تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الالیعبدون ۔سورہ ذٰرِیٰت آیت ۵۶ ترجمہ: اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لیے بنایا ہے۔اور جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اس فرض کو پورا کرتا ہے تو اگرچہ وہ اس پر فرض تھا جو اس نے ادا کیا مگر اس ادائیگی پر بھی ایسی جزا کہ اسے جنت جیسی لازوال نعمت عطا فرمانے کا وعدہ ، بندے کو اپنے مالک کی بندگی ویسے بھی واجب ہے اگر وہ بندہ بندگی نہ کرے تو نافرمان ہو جاتا ہے اور دنیا میں اسے سزا دی جاتی ہے مارا جاتا ہے مگر رب تعالیٰ عزوجل کے نام مبارک پر قربان کہ بندہ فرض پورا کرے تو جنت جیسا انعام اور اگر فرض پورا نہ کرے تو مغفرت کا ذمہ نہیں چاہے تو بخش دے چاہے تو سزا دے۔

نساء ل اللّٰہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے دین اور دنیا و آخرت میں بخشش اور عافیت کا سوال کرتے ہیں آمین)

پہاڑ کی چوٹی پر اذان:

(۹) عن عقبۃ ابن عامر قال سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم یقول یعجب ربک عزوجل من راعی غنم فی راس شطیۃ بجبل یؤذن للصلوۃ ویقیم الصلوۃ ویصلی فیقول اللّٰہ عزوجل انظروالیٰ عبدی ہٰذا یؤذن ویقیم للصلوۃ یخاف منی قدغفرت لعبدی وادخلتہ الجنۃ۔

{ابوداؤد ج ا ص ۱۸۷ مکتبہ رحمانیہ لاہور، بخاری ج ا ص ۱۰۸ مکتبہ غوثیہ کراچی}

ترجمہ:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف الرحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا تیرا ربّ عزوجل خوش ہوتا ہے اس بکریوں کے چرواہے سے جو پہاڑ کی چوٹی پر رہتا ہے، نماز کے لیے اذان کہتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے پس اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے اس بندے کی طرف دیکھو اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے، مجھ سے ڈرتا ہے تحقیق میں نے اِسے بخش دیا اور جنت میں داخل کروں گا۔

تبصرہ:

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا غور کریں کہ آج ہم میں سے کسی کے پاس اگر مال ودولت ہے اور دو، چار آدمی آگے پیچھے چلنے والے ہیں یا ہمارے پاس صدارت یا وزارت ہے جس کی وجہ سے لوگ اور سیکورٹی گارڈ ہمارے آگے پیچھے چلتے ہیں لوگ حضرت! حضرت! کرتے ہیں، دروازوں پہ چکر لگاتے ہیں دھتکارنے کے باوجود پھر آجاتے ہیں تو ہم کہتے ہیں لوگو! دیکھو یہ ہے میری شان! باوجود لوگوں کو دور کرنے کے پھر میرے پیچھے گھومتے ہیں۔۔۔۔

مگر ذرا سوچیں کیا مال ودولت کی کثرت یا ہمارا منصب ہمیں ہمارے رب جل شانہ سے چھڑا پائیں گے؟ یا پھنسا دیں گے؟ اگر بالفرض آج ہمارے آگے پیچھے چلنے والے مل بھی گئے، ہمارے رُعب داب کے سبب ہماری ہاں میں ہاں ملانے والے بھی مل گئے تو کون سا تیر مار لیا آیندہ کل اگر ہمارا مال ہلاک ہوجائے، صدارت، وزارت جاتی رہے ہمارا منصب چھن جائے تو کیا یہی لوگ پھر بھی ہمارے ساتھ ہوں گے یا نہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ جب تک یہ مال ودولت، منصب، وزارت یا صدارت ہمارے پاس ہے یہ لوگ طوعاً یا کرہاً (خوشی سے یا مجبوری سے) ہمارے ساتھ ہیں

جب مطلب نکلاتو یہ ہمارے ساتھ نہیں ہوں گے ۔ہم سوچیں آج اِن کے جسم ہمارے ساتھ ہیں مگران کے دل ہمارے تابع ہیں یانہیں؟اس سب کے باوجود ہمارا پَرْوَرْدْگار ہم سے راضی ہے یانہیں؟خدا کی قسم اگر ہمارا ربّ عزوجل ہم سے راضی نہیں تو یہ منصب یہ لوگوں کا آگے پیچھے چلنا پھرناہاں میں ہاں ملانا کسی کام کانہیں۔

قربان جائیں اس بندے پرجس کانقشہ حدیث پاک میں کھینچا گیا کہ پہاڑکی چوٹی پر رہتاہے ،اذان کہتاہے ،نماز پڑھتاہے حالانکہ دور ددراز کے کسی پہاڑکی چوٹی پراس کا کام بکریاں چرانا ہے جہاں کوئی اُسے پوچھنےتو کیاجاننے والا ہی نہیں مگراُس سے اس کارب تعالیٰ کیسا راضی ہے کہ فرمایامیں اُسے جنت میں داخل فرماؤں گا پتہ چلا کہ ربّ تعالیٰ کی رضالوگوں کےآگے پیچھے پھرنے اور مال ودولت کی کثرت، اچھامنصب اوربہترین وزارت میں نہیں بلکہ ان تمام چیزوں کی آمد بہت بڑی آزمائش ہے۔اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اخلاص کے ساتھ نماز ادا کریں اگرچہ آپ کے پاس مال و دولت نہیں وہ بھی توچرواہاہی تھاجوبستیوں سے دوراکیلا پہاڑپررہتاہوگامگراُس کارب تعالیٰ اس سے راضی ہےاوراسے بخشش کی نوید سناتاہے۔

فرائض کی کمی نوافل سے پوری:

(۱۰) عن انس ابن حکیم الضبی قال خاف من زیاد اوابن زیاد فاتیٰ المدینة فلقی اباہریرة قال فنسبنی فانتسبت له فقال یافتیءِ!الااحدثک حدیثاً؟قلت بلیٰ رحمک اللّٰه قال یونس واحسبه ذکره عن النبی صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وسلّم قال ان اول مایحاسب الناس به یوم القیامة من اعمالہم الصلوة قال یقول ربناعزوجل لملائکته وہواعلم

انظروفی صلوۃ عبدی اتمہاام نقصہا؟فان کانت تامۃ کتبت له تامۃ وان انتقص منہا شیئاًقال انظرو! ہل لعبدی من تطوعہ ثم یؤخذالاعمال علیٰ ذلک۔

{ابوداوٗدج ا ص۱۴۸ مکتبہ رحمانیہ لاہور}

ترجمہ:

حضرت انس بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں وہ خوف زدہ ہوئے زیاد سے یاابن زیاد سے تومدینہ منورہ زادہااللہ شرفاً وتعظیماً تشریف لائے یہاں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی توانہوں نے میرانسب ملایااور میں نے بھی اپنانسب دیکھاتواُن سے جاملاپس فرمایااے جوان! کیاتجھے میں حدیث بیان کروں میں نے عرض کی کیوں نہیں اللہ تعالیٰ آپ پررحم فرمائے یونس جواس حدیث کے راویوں میں سے ہیں کہتے ہیں کہ میراگمان ہے کہ اسے نبی کریم صلّٰی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کی کہ فرمایالوگوں سے اُن کے اعمال کے بارے میں جس چیز کاسب سے پہلاسوال ہوگاوہ نماز ہے فرمایاہمارارب عزوجل اپنے ملائکہ سے فرمائے گا حالانکہ وہ زیادہ جانتاہے میرے بندے کی نماز دیکھو!پوری ہے یا کم ؟ (یعنی کوئی فرض چھوڑاتونہیں)پس اگرپوری ہوئی تواسے پورالکھاجاتاہےاوراگراس میں کچھ کم ہوئی توفرمائے گامیرے بندے کے فرائض کی کمی کونوافل سے پوراکردوپھردیگراعمال کاحساب ہوگا۔

تبصرہ:

سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ عزوجل ہماراربّ عزوجل ہم پرکتنارؤف ورحیم ہے کہ فرماتاہے دیکھومیرے بندے کی نمازیں پوری ہیں یانہیں پوری ہیں توپوری لکھی جائیں اوراگرکم ہیں تونوافل سے پوری کی جائیں۔

ے گناہ گدا کا حساب کیا، وہ اگرچہ لاکھ سے ہیں سوا
مگر اے عفو! تیرے عفو کا، نہ حساب ہے نہ شمار ہے

بندہ فرائض پورے نہ کرسکا تو کیا ہوا اس کے نوافل سے فرائض کا کھاتہ پورا کیا جائے ۔مگر افسوس !اُس نادان پر کہ جسے فرائض کی پرواہ ہے نہ نوافل کا احساس، دیکھا جائے تو اس حدیث پاک میں نوافل کی کثرت کی ترغیب بھی ہے کہ اگر فرائض پورے نہ بھی ہوئے اخلاص کی کمی سے یا ویسے ادا ہی نہ کرسکا تو نوافل سے پورے ہوسکتے ہیں ۔ مگر یاد رکھیں صرف نوافل ادا کیے جانا اور فرائض کو نظر انداز کر دینا بہت بڑی نادانی ہے کیونکہ نوافل کی ادائیگی ہم پر ضروری نہیں جبکہ فرض کی ادائیگی ضروری ہے اگر فرض پورے ہو جائیں اور نوافل اگرچہ نہ بھی ادا کیے جاسکے تو کوئی حرج نہیں جبکہ اس کے برعکس نوافل تو بہت پڑھے مگر فرض ادا نہ کیے اسی طرح نفلی صدقات تو بہت دیے مگر زکوۃ وعشر اور دیگر صدقات واجبہ کی طرف توجہ نہ کی اپنے نام کی تختی لگنے کی خوشی میں، واہ واہ سننے کے شوق میں مدارس مساجد اور دیگر فلاحی کاموں کے لیے چندہ دیتا رہا جب کہ زکوۃ اور دیگر صدقات واجبہ ادا نہ کیے تو کام نہ چلے گا پچھلی حدیث پاک میں گزر چکا کہ اگر فرائض ادا کیے تو اس کی بخشش رب تعالیٰ فرمائے گا اور اسے داخل جنت بھی کیا جائے گا لیکن جس نے فرائض ادا نہ کیے تو بخش دے اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہیں ، چاہے تو بخش دے چاہے تو سزا دے ۔مگر آج کل معاملہ برعکس ہے زکوۃ وعشر فطرہ وغیرہ صدقات واجبہ کتنے ادا کرنے ہیں کب ادا کرنے ہیں کس کو ادا کرنے ہیں اس کی معلومات نہیں ہوتی مگر مساجد و مدارس اور دیگر فلاحی کاموں میں پیش پیش ہوتے ہیں یاد رکھیے اچھی نیتوں کے ساتھ رزق حلال میں سے ان فلاحی کاموں پر خرچ کرنا بھی عبادت، مگر فرض سب سے پہلے ہے نفل کا رتبہ کم اور بعد میں ہے آپ

صاحب مال ہیں یانہیں پہلی فرصت میں زکوۃ کے مسائل سیکھیں اگر آپ مال دار ہیں اورآپ پر زکوۃ فرض ہے تو زکوۃ کے مسائل سیکھنا بھی فرض تھا جسے آپ پورا کرنے جارہے ہیں اوراگر آپ پر زکوۃ فرض نہیں بھی تو مسائل علم دین حاصل کرنے کا ثواب تو مل ہی جائے گا کسی صحیح العقیدہ سنی عالم دین کی خدمت میں جائیں اپنی ساری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی معلومات دیں اورمعلوم کریں کہ آپ پر زکوۃ فرض ہوئی یانہیں اسی طرح اگر آپ زراعت سے وابستہ ہیں توعشر کی معلومات کریں اور پہلی فرصت میں جتنا مال آپ پر شریعت نے واجب الادا کیا ہے اسے خوش دلی سے ادا کریں اللہ تعالیٰ آپ کے مال میں برکت ڈالے گا اسی طرح کاروباری حضرات معلومات حاصل کریں۔

(جاری ہے)

مولانا ذیشان احمد مصباحی کی کتاب مسئلہ تکفیر و متکلمین پر تعلیقات اور نقد و تبصرہ

کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین

مولانا محمد رضوان طاہر فریدی

(گزشتہ سے پیوستہ)

دینی عقیدے کا انکار

اس گروہ کے ایسے الفاظ و عبارات تو موجود ہیں جن سے آپ کے مطابق ایک بنیادی دینی عقیدے کا انکار لازم آرہا ہے لیکن وہ گروہ اس لزوم کو قبول کرنے کے لیے بالکل تیار نہیں ہے۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۱۰۸)

عجیب منطق:

اقول: یہ عجیب منطق ہے کہ کوئی شخص کسی دینی عقیدے کا منکر ہو، اپنے قول یا فعل سے کوئی کفر کرے اور کسی فقیہ و متکلم کے نزدیک لزوم بھی لازم آرہا ہو اور صرف اس بناء پر اس کی تکفیر سے ہاتھ کھینچ لیا جائے کہ مذکورہ شخص خود اس کفر کو کفر یا لزوم کو لزوم ہی نہیں مانتا۔

تاریخ اسلام میں آپ کو کوئی نہیں ملے گا جس نے کفر کے بعد اس بات کا اقرار کیا ہو کہ ہاں میں نے کفر کیا ہے مجھ پر لزوم کفر آرہا ہے ہر کوئی اپنے کفر کو تاویل کی چادر میں ہی چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔

گستاخ رسول اور قرآن:

یہ تو آپ نے پڑھا ہی ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر اعتراضات کیے اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی شان میں نازیبا کلمات بول کر شدید ترین گستاخی کی تو اس پر سورہ توبہ کی درج ذیل آیات نازل ہوئیں

{ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب قل أبالله و أيته و رسوله كنتم تستهزءون۔ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم}

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آتیوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (پارہ ۱۰، سورہ توبہ، آیت ۶۵۔۶۶)

(جامع البیان، الجزالعاشر، صفحہ ۲۲۰)

اس آیت میں درج ذیل باتیں اہم ہیں

۱۔ان افراد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، کفر کیا

۲۔ وہ اس گستاخی وکفر کے منکر ہوئے، یعنی ان پر لزوم کفر آ رہا تھا اور وہ اسے قبول کرنے کو تیار نہیں تھے

۳۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم کے الفاظ قابل توجہ ہیں کہ وہ اپنے کفر کو ماننے کے لیے بالکل تیار نہیں تھے بلکہ بانگ دہل اس کے منکر ہو رہے تھے تو فرما دیا گیا کہ تم لاکھ بہانے بناؤ، تاویلیں کرو، مگر مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے ہو تمعارا انکار تمعاری تاویلیں اب کسی کام نہ آئیں گی۔

قادیانی ودیابنہ کا انکار:

اگر ہندوستان کے دور آخر کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہاں قادیانیوں کا وجود آج بھی موجود ہے جن کے کفر وارتداد پر اجماع امت ہو چکا ہے مگر وہ آج تک اپنے کفریات کو قبول نہیں کرتے نہ خود پر لزوم کفر مانتے ہیں بلکہ اپنے باطل نظریات و

اقوال کی تاویل کرتے اور چیخ چیخ کر خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن سب جانتے ہیں کہ اُن کا خود کو مسلمان کہنا کچھ فائدہ نہیں دیتا اور نہ ہی ان کا انکار کسی کو قبول ہے۔

اسی طرح اگر دیابنہ کی بات کر لیں تو امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے جن افراد کے کفریات پر ان کی گرفت اور تکفیر کی ہے۔ وہ اور ان کے متبعین میں سے کبھی کسی نے اس کو قبول نہیں کیا باوجو اس کے کہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے اپنے فتوی کو خود تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ آپ نے اس فتوی کو اس وقت کے ۲۵۰ سے زائد عرب وعجم کے اکابر علماء کے سامنے پیش کیا ان میں سے کسی نے بھی آپ کے فتوی کی مخالفت نہیں کی بلکہ سب نے تائید وتصدیق کی، گویا اس وقت کے اہل علم کی غالب اکثریت ان کے کفر پر متحد تھی۔

(تمہید الایمان پر تائیدات وتصدیقات عطا کرنے والے تمام علماء علم وفضل اور تقوی کی بلندیوں پر فائز تھے ان میں سے کوئی بھی نچلے درجے کا نہ تھا)

تو اس ساری گفتگو سے نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کوئی کفر کرتا ہے اور اس پر لزوم کفر بھی آرہا ہے تو اس کا انکار اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا اور کوئی فقیہ یا متکلم جس کے نزدیک اس شخص پر لزوم کفر ہو رہا ہے وہ اس کی تکفیر سے ہاتھ نہیں کھینچے گا بلکہ اپنے منصب فرضی کو پورا کرتے ہوئے اپنا کام کرے گا، وہ شخص بھلے اپنے کفر کو قبول کرنے سے لاکھ منکر ہو یا اس کی جیسی ہی تاویل کرتا ہو۔

فقیہ اپنی ذمہ داری پوری کرے گا:

اس گفتگو کے ضمن میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے وہ الفاظ نقل کر دیے جائیں جو اس نے امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان کی وفات پر کہے تھے تاکہ یہ بات مزید واضح ہوجائے کہ کسی فقیہ یا متکلم کو اپنی ذمہ داری پوری کرنا لازم ہے مخالف اگرچہ لاکھ منکر یا مؤول ہو۔ چنانچہ موصوف فرماتے ہیں

''مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لیے لگائے کہ انھیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے''۔

(امام احمد رضا خان بریلوی، ایک ہمہ جہت شخصیت، صفحہ ۵)

کلام مصباحی

راقم السطور کے ساتھ ذاتی ملاقاتوں میں علامہ مفتی عبید الرحمن رشیدی دام ظلہ نے متعدد بار یہ علمی نکتہ بیان کیا کہ علامہ فضل حق نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی اور من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا حکم لگایا۔ اسی طرح اعلی حضرت فاضل بریلوی نے علمائے دیوبند کی تکفیر کی اور ان پر بھی یہی حکم لگایا۔ اب علمائے دیوبند کے کفر میں جو تاویل کرتا ہے اسے من شک فی کفرہ وعذابہ کفر کا حوالہ دے کر فورا کافر بنانے کی کوشش شروع ہو جاتی ہے جب کہ خود اعلی حضرت، اسماعیل دہلوی کے کفر میں شک اور تامل کرتے ہیں۔ اس ضابطے کے عموم کو اگر بلا قید وعموم مان لیا جائے تو علامہ فضل حق کے فتوے کی روشنی میں اعلی حضرت خود بھی من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کی زد میں آتے ہیں بلکہ اپنے فتوی کی زد میں بھی آتے ہیں، کیوں کہ جن ایام میں وہ علمائے دیوبند کے کفر کی تحقیق کر رہے تھے، تو تحقیق حق سے قبل علمائے دیوبند کے کفر کے حوالے سے خود بھی وہ شک میں تھے۔ حسام الحرمین کے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے عموم مطلق کے خلاف یہ بہت مضبوط شبہہ ہے، جسے سب سے پہلے میں نے ہی پیش کیا تھا۔

(مسئلہ تکفیر ومتکلمین، صفحہ ۲۲۱)

اس پیرائے میں ہمارا کلام تین عبارتوں پر ہے

پہلی عبارت:

اعلی حضرت، اسماعیل دہلوی کے کفر میں شک اور تامل کرتے ہیں۔

دعوی بلا دلیل:

یہ دعوی بلا دلیل ہے کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان، اسماعیل دہلوی کے کفر میں شک میں مبتلا ہوں، یہ مولانا مصباحی کی اپنی دماغی اختراع و کذب ہے موصوف اگر سبل السیوف الہندیہ اور الکوکبۃ الشہابیہ کا مطالعہ کر لیتے تو یہ بات نہ کہتے یا مطالعہ تو کیا ہے مگر خیانت سے کام لے رہے ہیں سیدی اعلی حضرت نے ان مذکورہ کتب میں اسماعیل دہلوی کو بحکم فقہاء کافر فقہی قرار دیا ہے اور خود مذہب متکلمین پر عمل کرتے ہوئے تکفیر تو نہیں کی البتہ گمراہ ضرور کہا بلکہ اس کی گمراہی میں شک کرنے والے کو بھی گمراہ لکھا ہے فرماتے ہیں

اگر اس کی ضلالت و گمراہی پر آگاہی ہو کر اسے حق جانتا ہو تو خود اس کی مثل گمراہ و بد دین ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد سوم، صفحہ ۱۸۹)

اور الملفوظ میں فرماتے ہیں

میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔

(الملفوظ، صفحہ ۱۷۲)

ہوائے نفس کی پیروی:

سیدی امام احمد رضا خان مذہب متکلمین پر قائم تھے جبکہ علامہ فضل حق خیرآبادی نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر مذہب فقہاء پر کی ہے اب ایک ہی شخص کے اقوال کفر پر دو جہات سے کلام ہوا ہے مذہب فقہاء و مذہب متکلمین، علامہ فضل حق خیرآبادی نے تکفیر فقہی کی جبکہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے مذہب متکلمین پر گمراہ قرار دیا اگرچہ مذہب فقہاء پر اس کے کفریات بھی واضح کیے ایسے میں فرد واحد

پر دو مذاہب کی روشنی میں دو مختلف احکام کو ایک جگہ رکھ کر من پسند نتیجہ اخذ کرنا ہوائے نفس کی پیروی اور علمی خیانت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

نیز موصوف خود اپنی اسی کتاب میں تفصیل سے واضح کر چکے ہیں کہ تکفیر یا تو گروہ فقہاء کی طرف سے ہوگی جسے تکفیر فقہی سے تعبیر کیا جاتا ہے یا متکلمین کی طرف سے جسے تکفیر کلامی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور مذہب متکلمین محتاط ہے بنسبت مذہب فقہاء کے، اور مذکورہ بالا مقام سے آگے جا کر صفحہ ۲۹۵ پر وہابیہ کی تکفیر کے ضمن میں کلام کرتے ہوئے اسماعیل دہلوی پر امام اہلسنت امام احمد رضا خان کے فتوی کو ذکر کیا ہے اور سیدی اعلی حضرت کے مؤقف کو محتاط مؤقف قرار دیا ہے موصوف لکھتے ہیں

''ایک مقام پر ان (اسماعیل دہلوی) کی کفریات پر طول طویل بحثیں کی ہیں اور دلائل وشواہد کے انبار لگا دیئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تکفیر کے معاملہ میں کف لسان اور احتیاط کا مؤقف اختیار کیا ہے۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۲۹۷)

مصباحی صاحب بھی کمال کرتے ہیں کہیں تو لکھتے ہیں کہ فاضل بریلوی ،اسماعیل دہلوی کے کفر میں شک میں مبتلا تھے اور کہیں اعتراف کرتے ہیں کہ متکلمین کا محتاط مسلک اپنایا ہے، قاری سوال کرنے کا مجاز ہے کہ ایک ہی کتاب میں یہ دو دو مؤقف کیوں اپنائے جا رہے ہیں مسئلہ کی نزاکت و باریکیوں کو سمجھنے سے معذور ہیں یا کسی کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی سازش ہے؟

دوسری عبارت:

اس ضابطے کے عموم کو اگر بلا قید و شرط مان لیا جائے تو علامہ فضل حق کے فتوی کی روشنی میں اعلی حضرت خود بھی من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کی زد میں آتے ہیں بلکہ اپنے فتوی کی زد میں بھی آتے ہیں کیوں کہ جن ایام میں وہ علمائے دیوبند

کے کفر کی تحقیق کر رہے تھے تو تحقیق حق سے قبل علمائے دیوبند کے کفر کے حوالے سے خود بھی وہ شک میں تھے۔

دارالافتاء سے عدم واقفیت:

اول: دارالافتاء سے تھوڑی سی واقیفت رکھنے والا کوئی بھی فرد اس ضابطے کے عموم کو بلا قید و شرط نہیں مانتا ہے اگر کوئی ہے تو یہ موصوف کی ذمہ داری ہے کہ اسے سامنے لائے یا پھر ان چیزوں پر دعوے نہ کریں جن کا وجود ہی نہیں پایا جاتا۔

دوم: کسی بھی صورت اعلی حضرت امام احمد رضا خان، علامہ فضل حق خیر آبادی یا اپنے فتوی کی زد میں نہیں آتے کیونکہ اعلی حضرت فاضل بریلوی کا شمار یا تو محققین علماء میں ہوگا یا عوام میں، بصورت ثانی ناممکن اور صورت اول میں محقق عالم کو اپنی تحقیق کی بناء پر اپنے سے ماقبل عالم سے اختلاف کا حق حاصل ہے اس بات کو مولانا مصباحی کی اپنی عبارات کی روشنی میں ہی سمجھ لیتے ہیں۔

ا۔کوئی عالم و محقق اس کافر کے کفر میں اس لیے شک کر رہا ہو کہ اس کی تحقیق کے مطابق مذکورہ کافر کے حوالے سے شرائط تکفیر میں سے کوئی شرط مفقود ہو یا موانع تکفیر میں سے کوئی مانع موجود ہو۔

۲۔وہ قول و فعل جس پر تکفیر کی گئی ہے اس کے کفر ہونے میں اہل علم مختلف الرائے ہوں۔

(مسئلہ تکفیر و متکلمین، صفحہ ۲۲۰)

مولانا مصباحی کے کلام سے واضح ہوا کہ کسی قول یا فعل کے کفر ہونے میں اہل علم کا مختلف الرائے ہونا یا شرائط تکفیر میں سے کسی شرط کا مفقود ہونے کی بناء پر جو قول یا فعل ایک عالم کے نزدیک کفر ہے وہ دوسرے کے نزدیک کفر نہیں ہوگا۔اور

بعد والا محقق عالم من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے زمرے میں نہیں آئے گا۔
نوٹ: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر مطلقا نہیں ہے بلکہ یہ ان اشخاص کے متعلق ہے جن کا کفر اجماعی، قطعی، اتفاقی اور جزمی ہو جیسے اشخاص اربعہ۔
سوم: یہ کہنا کہ جن دنوں سیدی اعلی حضرت علمائے دیوبند کے کفر کی تحقیق فرما رہے تھے ان ایام میں وہ ان کے متعلق خود بھی شک میں مبتلا تھے، انتہائی بچگانہ بات ہے جو ایسے شخص کی طرف سے ہی صادر ہوسکتی ہے جس نے نہ تو کبھی دارالافتاء میں طویل عرصہ وقت گزارا ہو اور نہ ہی اس نے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے ضابطے کو اس فن کے ماہر علماء سے سمجھا ہو۔
لفظ شک لے کر آنا ہی غلط ہے:
اول تو ان کا اپنے کلام میں لفظ شک بار بار لے کر آنا ہی غلط ہے دین کے اندر عقائد کے باب میں شک کی گنجائش بالکل نہیں ہے کسی کے کافر یا مومن ہونے کے متعلق یقین ہی ہوگا تیسری کوئی راہ نہیں ہے اور وہ بھی ایک محقق عالم سے کیسے متصور ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی تحقیق کے باوجود کسی کے کفر یا ایمان میں شک کرے، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی نے بہار شریعت میں لکھا ہے کہ اگر کسی کو اپنے وضو ٹوٹنے کا شک ہے تو وہ یہ یقین رکھے کہ اس کا وضو برقرار ہے کیونکہ شک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یعنی ایسا شخص جو اپنی طہارت کے متعلق شک میں مبتلا ہے شریعت اسے حکم دیتی ہے کہ وہ شک سے نکل کر یقین کی طرف جائے اور خود مطہر ہونے کا اعتقاد رکھے اور یہاں موصوف ایک محقق عالم کو شک کی وادیوں میں رکھے ہوئے ہیں جن کا اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم، دینی معاملات اور اس سے وابستہ شخصیات کے متعلق یقین اتنا مضبوط ہے کہ بڑے بڑے علماء وعرفاء ان سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ ہے نا عجیب؟
دوم: من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا تعلق کفر کے محقق وثابت ہوجانے کے

بعد سے ہے یا کفر کے محقق و ثابت ہونے سے پہلے ہے؟
یعنی جب تک کسی شخص یا عبارت کے متعلق کفر کا اثبات نہیں ہوا اس کو شک کا درجہ دیں گئے یا یہ کہیں گے کہ نفس مسئلہ کی تحقیق جاری ہے اور جب نفس مسئلہ کی تحقیق ہو چکی اور کسی مخصوص فرد یا عبارت پر کفر کا تحقق ہو چکا تو اب اس میں شک کرنا خود کفر ہوگا یا پہلے سے ہی شک کرنا کفر ہو جائے گا؟
اور زمانہ تحقیق کو شک کا دور کہیں گے یا نفس مسئلہ کی گہرائی و گیرائی تک رسائی حاصل کرنے کا دور کہیں گے؟
اگر زمانہ تحقیق کو بھی شک کا دور قرار دے کر من شک کا قاعدہ جاری کریں تو پھر صرف سیدی اعلی حضرت کی کیا تحقیق؟ آپ سے پہلے اجل اکابر علماء وفقہاء جس کسی شخص پر فتوی کفر دینے سے پہلے تحقیق کے دور میں ہوئے ان پر بھی یہ فتوی لوٹے گا اور خود بھی اپنے فتوی کی زد میں آئیں گے۔
تیسری عبارت:

حسام الحرمین کے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کے عموم مطلق کے خلاف یہ بہت مضبوط شبہہ ہے جسے سب سے پہلے میں نے ہی پیش کیا تھا۔

یہ مولانا کا زعم ہے:

یہ مولانا کا زعم ہے کہ یہ بہت مضبوط شبہہ ہے اور سب سے پہلے انہوں نے پیش کیا ہے ہماری پچھلی تمام گفتگو سے واضح ہو چکا ہے کہ یہ کوئی مضبوط شبہہ نہیں بلکہ انتہائی کمزور ہے کمزور کیا شبہہ بنتا ہی نہیں شبہہ تو تب بنے جب زمانہ تحقیق کو لے کر کسی محقق پر حکم کفر ثابت کریں، جب ایسا ممکن ہی نہیں تو پھر شبہہ بھی نہیں نیز مولانا مصباحی اہلسنت میں تو پہلے ہو سکتے ہیں جنہوں نے یہ شبہہ بڑی شد و مد اور فخر یہ انداز میں پیش کیا ہے برصغیر میں پہلے نہیں کیونکہ ان سے پہلے وہابیہ و دیابنہ

اس طرح کے اعتراضات کرتے آرہے ہیں اور مولانا نے صرف ان کے اعتراضات کو اپنی زبان وقلم سے دہرایا ہے ثبوت کے لیے علامہ بدرالدین احمد قادری رضوی کی ''سوانح امام احمد رضا'' ملاحظہ کریں یہ کتاب ۱۴۰۵ھ میں سامنے آئی تھی اور ۲۰۱۰ء میں پاکستان سے اکبر بک سیلرز لاہور سے اس کا ایڈیشن نکلا ہے جو اس وقت میرے پیش نظر ہے جس کے صفحہ ۲۲۲ پر مصنف نے سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان کا اسماعیل دہلوی کی عدم تکفیر پر وہابیہ و دیابنہ کے اعتراضات نقل کر کے ان کا جواب دیا ہے۔ گویا اس طرح کی باتوں کا اب سے کوئی ۳۷ سال قبل جوابات دیے جا چکے ہیں جبکہ مولانا مصباحی ان اعتراضات کا کریڈٹ خود لینا چاہتے ہیں قسمت کی بات ہے۔

ماخذ ومراجع

القرآن ،کلام اللہ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، جمادی الاخری، ۱۴۳۴ھ/ اپریل ۲۰۱۳ء

کنزالایمان،امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، جمادی الاخری، ۱۴۳۴ھ /اپریل ۲۰۱۳ء

الجامع الاحکام،علامہ ابی عبداللہ محمد بن احمد قرطبی ،مؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت،لبنان، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

البحر المحیط،علامہ محمد بن یوسف ابن حیان اندلسی،داراحیاء التراث العربی، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء

جامع البیان، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری، دارالمعرفۃ، بیروت،لبنان، ۱۴۰۹ھ

الجامع الصحیح للبخاری، امیرالمومنین امام محمد بن اسماعیل بخاری، مکتبۃ العصریہ، بیروت، لبنان، ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۸ء

الجامع الصحیح للمسلم، امیرالمومنین امام ابی الحسن مسلم بن حجاج قشیری، المکتبۃ العصریہ

، بیروت،لبنان،۲۰۱۶/۱۴۳۷ء
السنن الترمذی، امام ابوعیسی محمد بن سورۃ الترمذی، دارالکتب العلمیہ ، بیروت ، لبنان، ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۹ء
شرح العقائد النسفیہ ،علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی،مکتبۃ المدینہ،کراچی ، پاکستان، ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء
منح الروض الازھر،محدث فقیہ علی بن سلطان محمد قاری، مکتبۃ المدینہ، کراچی ، پاکستان،شعبان ۱۴۳۵ھ /جون ۲۰۱۴ء
ردالمختار، خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین عابدین، دار عالم الکتب، ریاض،سعودی عرب، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء
الاصابۃ، الحافظ ابی الفضل احمد بن علی حجر عسقلانی، قاہرہ،مصر،۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء
بلدالامین، فاتح عیسائیت ابوالنصر منظور احمد شاہ، مکتبہ نظامیہ، ساہیوال، پاکستان،محرم الحرام ۱۴۱۸ھ
فتاوی رضویہ، امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی، رضا، اکیڈمی ممبئی، ہند
الملفوظ، مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفی رضا خان، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان، ۱۲ جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ/ ۵ جون ۲۰۰۹ء
مسئلہ تکفیر و متکلمین، مولانا ذیشان احمد مصباحی، ورلڈ ویو پبلشرز، لاہور، پاکستان، صفر المظفر ۱۴۴۲ھ/ اکتوبر ۲۰۲۰ء
امام احمد رضا خان بریلوی، ایک ہمہ جہت شخصیت، مولانا کوثر نیازی، والضحی پبلی کیشنز، لاہور، پاکستان، سنہ ندارد

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی کی تصانیف وتالیفات

برصغیر کے علمائے اہلسنت کی خدمات احادیث

امام احمد رضا خان، میری نظر میں
احیاءِ مخطوطات، وقت کا تقاضہ
گناہوں سے توبہ اور اس کی شرائط
فیس بک کا استعمال، مقاصد اور احتیاتیں
کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین
القول العالیہ فی ذکر المعاویہ
اسلام میں علماء کا مقام
ملت اسلامیہ اور اقوام متحدہ
مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
فضائل آفات
فضائل مسواک
مقالات و مضامین
لا حاصل (شعری مجموعہ)

خطوطِ اقبال بنام پروفیسر محمد الیاس برنی

محمد کاشف رضاؔ

پروفیسر محمد الیاس برنی ۲۸ شعبان ۱۳۰۷ھ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۸۹۰ء کو ضلع بلند شہر میں پیدا ہوئے[1]۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم اے اور ساتھ ایل ایل بی کیا۔ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں صدر شعبہ معاشیات، ناظم دار الترجمہ و دائرۃ المعارف رہے۔

علمِ دین اور فن تجوید و قرآت کی تحصیل مولانا عبدالقدیر صدیقی قادری (مترجم فصوص الحکم) سے کی[2]۔ قادری چشتی سلسلہ میں حضرت شاہ محمد حسین چشتی قادری علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ 1927ء میں پہلا حج اور دوسرا حج 1933ء میں کیا۔ سفر نامہ حج و مقاماتِ مقدسہ (عراق، شام، فلسطین و حجاز) ''صراط الحمید'' کے نام سے قلم بند کیا۔

پروفیسر الیاس برنی فکر و اعتقاد کے اعتبار سے اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ ادب و عشقِ رسالت میں ان کا نظریہ وہی تھا جو چودہ سو سال سے امتِ مرحوم کا ہے۔ برنی صاحب دوٹوک بیان کرتے تھے کہ

''دراصل حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور آپ کی دُھن سب عبادتوں کی جان ہے اور یہی ترقی کا زینہ ہے۔ عشقِ محمدی حیات ہے، قوت ہے۔ اس سے ہٹ کر جتنی بھی ترقی ہو، سطحی ہے اسلامی نہیں[3]''

برنی صاحب مدینہ منورہ میں خلیفہ امام احمد رضا، مولانا شاہ ضیاء الدین مدنی کے مہمان رہے اپنے سفر نامہ صراط الحمید میں لکھتے ہیں۔

''میں تیسرے روز اجازت لے کر اپنے قدیم دوست مولانا ضیاء الدین صاحب

قادری کے مکان پر آ گیا اور کل وقت یہیں مقیم رہا۔ بالکل گھر کا سا بے تکلف آرام ملا۔ کھانے پینے کا، رہنے سہنے کا''

1935ء میں مبلّغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ کا جنوبی افریقہ میں مشہور فلاسفر جارج برناڈ شا سے مکالمہ ہوا۔ مبلّغ اسلام نے پروفیسر الیاس برنی کی انگریزی کتاب ISLAM برناڈ شا کو مطالعہ کے لئے عنایت کی۔

پروفیسر الیاس برنی نے قادیانیت کے رد میں یادگار ذخیرہ کتب چھوڑا، خود لکھتے ہیں کہ۔

''قادیانی مذہب مرزا غلام احمد قادیانی اور فرقہ قادیانی کے عقائد و اعمال کی تفصیلات تقریباً ڈیڑھ سو کتابوں سے مع حوالہ جات پیش ہیں۔ جن میں کم و بیش سوا سو کتابیں خود قادیانی لٹریچر کا انتخاب اور ان میں بھی پچاس سے زیادہ کتابیں خود مرزا قادیانی کی تصنیف و تالیف ہیں۔ غرض یہ کتاب اپنی جامعیت کے سبب قادیانی قاموس مانی جاتی ہیں اور سند کا حکم رکھتی ہے[۴۲]''

اس کے علاوہ قادیانیت پہ مندرجہ ذیل کتب برنی صاحب کی نوکِ قلم کا شاہکار ہیں۔

(1) مقدمہ قادیانی مذہب

(2) تتمۂ قادیانی مذہب

(3) قادیانی البم

(4) قادیانی قول و فعل

(5) قادیانی موومنٹ (انگریزی)

پروفیسر محمد الیاس برنی نے مسلمان نوجوانوں کی معاشی ترقی کے لئے نہایت درد مندی سے ''اصولِ معاشیات'' میں لکھا ہے کہ

''یہ وقت ملک میں علم و ہنر، صنعت وحرفت، بیداری اور آزادی پھیلانے کا ہے اور ان کاموں میں جس قدر بھی صرف کیا جائے کم ہے۔ تن پروری اور عشرت پرستی ہمارے حق میں سمِ قاتل کا حکم رکھتی ہے[۵]''۔

پروفیسر الیاس برنی کے ملفوظات پہ تبصرہ کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری مرحوم نے فرمایا کہ

''یہ کام نہایت ضروری ہے اور عمدہ طریقہ پر ہوا ہے جو قابل تعریف ہے''۔

علامہ اقبال نے برنی صاحب کے عشقِ رسول کے بارے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ'' آپ عاشقانِ رسول میں سے ہیں''

صاحبِ تصانیف کثیرہ پروفیسر محمد الیاس برنی کا انتقال ۲۵ جنوری ۱۹۵۸ء کو بلند شہر میں ہوا اور اپنے آبائی وطن خورجہ میں آسودۂ خاک ہوئے[۶]۔

(1) صراط الحمید، مولانا الیاس برنی، طبع اول حیدرآباد دکن 1965ء
(2) معارف، فروری 2002ء
(3) قولِ طیب، محمد عبدالحلیم چشتی
(4) برنی نامہ، محمد الیاس برنی، مطبوعہ حیدرآباد دکن 1958ء
(5) اصولِ معاشیات، محمد الیاس برنی، مطبوعہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن 1935ء
(6) کلیات مکاتیب اقبال، مرتبہ سید مظفر حسین برنی مطبوعہ اردو اکادمی دہلی

(1)

کتاب المعیشت مل گئی تھی۔ مگر میں دردِ گردہ کے دورے کی وجہ سے صاحب فراش تھا اور اب تک پورے طور پر صحت نہیں ہوئی۔ گو پہلے کی نسبت بہت افاقہ ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ آپ کی عنایت کا شکریہ ادا نہ کر سکا۔ آپ کی تصنیف اردو زبان پر ایک احسانِ عظیم ہے۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامّل نہیں کہ اردو زبان میں علم

اقتصاد پر یہ پہلی کتاب ہے اور ہر پہلو سے کامل ۔والسلام

آپ کا مخلص محمد اقبال لاہور

۸ مارچ ۱۹۱۷ء

●

(2)

۱۲ اکتوبر ۱۹۱۷ء

مخدومی، السلام علیکم

آپ کا والا نامہ مل گیا ہے۔ مجھے کیونکر اجازت میں تامل ہوسکتا ہے۔ بڑے شوق سے میری نظم جو پسند خاطر ہو درج فرمایئے مگر آج کا زمانہ ہندوستان میں اور طرح کا ہے۔اس کی نبض شناسی ضروری ہے۔اگر آپ میری نظموں کے متعلق مجھ سے مشورہ کریں تو شاید بہتر ہوگا۔ یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کے خیال میں کون سی نظمیں اس مجموعے میں آنی چاہئیں تو رائے دے سکوں۔امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔والسلام

آپ کا خادم محمد اقبال، لاہور

(3)

●

لاہور ۶ جون ۳۲ء

مخدومی جناب پروفیسر الیاس

آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے۔کتاب قادیانی مذہب اس سے بہت پہلے موصول ہو گئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب بے شمار لوگوں کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے

گی اور جو لوگ قادیانی مذہب پر مزید لکھنا چاہتے ہیں ان کے لئے تو یہ ضخیم کتاب ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے جس سے ان کی محنت و زحمت بہت کم ہو گئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں مفصل خط لکھتا مگر دو سال سے بیمار ہوں اور بہت کم خط کتابت کرتا ہوں۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔ حضور نظام کا خط میری نظر سے گزر ا تھا لیکن میں نے سنا ہے کہ جو روپیہ ان کی گورنمنٹ کی طرف سے پنجاب میں آتا ہے وہ یا تو پارٹی پالیٹکس پر صرف ہوتا ہے یا ان اخباروں پر جو قادیانیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ بات کہاں تک درست ہے۔ میں نے یہ بات آپ کو بصیغہ راز لکھ دی ہے۔

والسلام

آپ کا مخلص محمد اقبال لاہور

(4)

●

لاہور ۱۳ جون ۳۲ء

مخدومی جناب پروفیسر الیاس

السلام وعلیکم

نوازش نامہ ابھی ملا ہے جس کے لئے نہایت شکر گزار ہوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کو طب میں بھی دخل ہے۔ اگر معلوم ہوتا تو ضرور آپ کی خدمت میں لکھتا۔

دو سال سے اوپر ہو گئے۔ جنوری کے مہینے میں عید کی نماز پڑھ کر واپس آیا۔ سویاں دہی کے ساتھ کھاتے ہی زکام ہوا۔ بہدانہ پینے پر زکام بندا ہوا تو گلا بیٹھ گیا۔ یہ کیفیت دو سال سے جاری ہے۔ بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے مجھے بالآخر بیرسٹری کا کام بھی چھوڑنا پڑا۔ انگریزی اور یونانی اطبا دونوں کا علاج کیا مگر کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ مجھے کسی قدر دمہ کی بھی شکایت ہو گئی۔ حکیم نابینا صاحب نے فرمایا

کہ تمہاری بیماری ایک ہلکا سا دمہ ہے۔ کھانسی اس شدت سے آتی تھی کہ میں بے ہوش ہوجاتا تھا اب یہ کیفیت نہیں ہے۔ صبح بلغم نکلتی ہے علیٰ ہذا القیاس کھانا کھانے کے بعد بھی سفید بلغم نکلتی ہے۔ جس کے نکلنے سے آواز نسبتاً بہتر ہوجاتی ہے۔ انگریزی اطبا کی تشخیص یہ ہے کہ ایک رگ جسے AORTA کہتے ہیں اور جو قلب کے قریب ہے ایک مقام سے پھیل گئی ہے۔ اس کا دباؤ ووکل کارڈ پر پڑتا ہے جس کے سبب سے بولنے میں دقت ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ان کی تشخیص یہ بھی ہے کہ طویل بیماری سے قلب کی رگیں کمزور ہوگئی ہیں اس واسطے عام کمزوری ہوگئی ہے اور مجھے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس میں EXCITMENT پیدا ہو۔ ذرا سی محنت کرنے سے دم پھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ غسل کرنے میں اپنے ہاتھوں سے اپنا بدن بھی اگر ملوں تو دم چڑھ جاتا ہے۔ عام کمزوری بھی ہے۔ یہ مختصر کیفیت میری بیماری کی ہے۔ اگر آپ کوئی دوا تجویز کریں گے تو ضرور مفید ہوگی۔ آپ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہیں۔ اس واسطے ایک اور بات آپ کے گوش گزار کرنے کے لائق ہے۔

۱۳اپریل کی رات ۳ بجے کے قریب (میں اس شب بھوپال میں تھا) میں نے سر سید علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھتے ہیں تم کب سے بیمار ہو۔ میں نے عرض کیا دو سال سے اوپر مدت گزر گئی۔ فرمایا حضور رسالتمآب کی خدمت میں عرض کرو۔ میری آنکھ اسی وقت کھل گئی اور اس عرض داشت کے چند شعر جواب طویل ہوگئی ہے میری زبان پر جاری ہوگئے۔ انشاء اللہ ایک مثنوی فارسی ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' نام کے ساتھ یہ عرض داشت شائع ہوگی۔ ۱۴اپریل کی صبح سے میری آواز میں کچھ تبدیلی شروع ہوئی۔ اب پہلے کی نسبت آواز صاف تر ہے اور اس میں وہ رنگ عود کر رہا ہے جو انسانی آواز کا خاصہ ہے۔ گو اس ترقی کی رفتار بہت سست ہے۔ جس میں بھی عام کمزوری ہے زیادہ کیا عرض کروں۔

امید کہ اپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص محمد اقبال

(اقبال نامہ)

(5)

●

لاہور ۲۳ جون ۳۲ء

مخدومی پروفیسر صاحب السلام وعلیکم

آپ کا نوازش نامہ ابھی ملا ہے جس کے لئے شکریہ قبول فرمایئے۔

انشاء اللہ ایک ہفتہ تک حسب ہدایت استعمال کرنے کے بعد نتیجے سے مطلع کروں گا۔ مجھے امید ہے آپ کی روحانیت اور اخلاص میری شفا کا باعث ہوں گے۔

فی الحال میری شکایات یہی ہیں جو لکھ چکا ہوں۔ یعنی عام کمزوری، قلب کی کمزوری، دم پھولنا، قبض اور جگر کے فعل کی بے قاعدگی، بلغم وغیرہ۔ اس سے پہلے کھانسی اور دمہ بھی تھا اور جب کھانسی ہوتی تھی تو میں بے ہوش ہوجاتا تھا۔ بہرحال ان سب امور کو ذہن میں رکھیے۔ اس دوا کے استعمال کے بعد جواہر مہرہ اور سفوف کا استعمال ہوگا۔

موتی منجن اور اکسیر آئیل کی دوشیشیاں جن میں دودو اونس دوا ہو مہربانی کر کے وی پی بھجوا دیجئے۔ جس دکان سے ملتی ہو ان کو رقعہ لکھ دیجئے کہ میرے نام وی پی ارسال کر دیں۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

والسلام

مخلص محمد اقبال

(6)

لاہور ۲۷ جون ۳۲ء

مخدومی پروفیسر صاحب، السلام علیکم

اس سے پہلے ایک عریضہ ارسال کر چکا ہوں۔ امید کہ ملاحظہ عالی سے گزرا ہو گا آپ کی گولیاں کھاتے ہوئے آج چوتھا روز ہے۔ ان کے استعمال سے بلغم کا آنا کم ہو گیا ہے۔ البتہ آواز پر ابھی تک کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔ ابھی گولیاں باقی پورے ہفتہ تک انشاء اللہ استعمال کرتا جاؤں گا۔ اگر جواہر مہرہ اور سفوف بھی جن کا ذکر آپ نے اپنے خط میں کیا تھا ارسال کر دیں تو عین عنایت ہو گی۔ یا شاید اُن کا استعمال گولیوں کے استعمال کے بعد ہونا ضروری ہے۔ بہر حال جو مناسب ہو کیجئے۔

سفوف اور جواہر مہرہ کے استعمال کے متعلق جو ضروری ہدایات ہوں وہ بھی لکھ بھیجئے۔ کھانے پینے کے متعلق اگر کوئی ہدایت ہو تو وہ بھی فرما دیجئے۔ دودھ، بالائی، دہی اور ترشی کے استعمال سے تکلیف ہوتی ہے۔ میں ترشی کے استعمال کا عادی تھا چونکہ دو سال سے ترشی کا استعمال نہیں کر سکتا اس واسطے میرا کھانا بالکل بے لطف ہو گیا ہے۔ بھوک بھی کم لگتی ہے۔ قبض کی بھی شکایت رہتی ہے۔ شاید میں نے پہلے نہیں لکھا مجھے کئی سال تک درد گردہ کی شکایت رہی۔ اب آٹھ سال سے اس درد کا دورہ نہیں ہوا۔ نقرس کی شکایت البتہ ہے۔ کبھی کبھی اس کا دورہ ہوتا ہے مگر زیادہ شدت کے ساتھ نہیں۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ امید کہ مزاج بخیر ہو گا۔

والسلام

مخلص محمد اقبال

آپ نے مرزا محمود کا تازہ اعلان پڑھا ہو گا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ پیغمبر قوموں کو

آزادی دلانے کے لئے آتے ہیں نہ غلامی سکھانے کے لئے۔اس بنا پر اپنے پیروں کو سیاسیات میں حصہ لینے کی تاکید کی ہے۔

والسلام

مخلص محمد اقبال

(7)

●

لاہور ۲۹ جون ۳۲ء

مخدومی پروفیسر صاحب ۔ آپ کا والا نامہ کل ملا اور آج دوا کا پارسل بھی موصول ہوا۔ بہت شکر گزار ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ استعمال کرنے کے بعد حالات سے اطلاع کروں گا۔ سب سے (پہلے؟) جواہر مہرہ استعمال کرنے کا قصد ہے۔

میں نے آپ کی خدمت میں ایک نسخہ ضرب کلیم کا ارسال کیا ہے۔ افسوس کہ جدول اغلاط ہمراہ نہ بھیج سکا۔ وہ آج چھپیں گے کل ارسال خدمت کروں گا۔اس کے آخری صفحہ پر چسپاں کر لیجئے۔زیادہ کیا عرض کروں۔امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہو گا۔

والسلام

محمد اقبال

(مکاتیب اقبال شیخ عطاءاللہ ایم اے
مطبوعہ شیخ اشرف کشمیری بازار لاہور ۱۹۵۱ء)

●

امیر البحر خیر الدین پاشا بار بروسہ

جس نے سلطنت عثمانیہ کو ایک عظیم بحری قوّت بنا دیا

تابش صدیقی

سلیمان اوّل کو سلطنت عثمانیہ کا سب سے بڑا بادشاہ مانا جاتا ہے۔ انہوں نے ۱۵۲۰ء سے ۱۵٦٦ء تک حکومت کی۔ یورپی قومیں انہیں ''سلیمان اعظم'' اور ''سلیمان عظیم الشان'' کہتی ہیں، مگر ترک انہیں ''سلیمان قانونی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ سلیمان کی عظمت کا سکہ بٹھانے میں ان کی برّی فوج کے کارناموں کا بہت دخل ہے مگر اس عظمت کو ان کی بحری فوج نے چار چاند لگائے۔

سلیمان نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے بیڑے کو نئے سرے سے تیار کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ترکی کے بیشتر ہمسائے عیسائی ملک تھے۔ ان میں تقریباً سب کے پاس مضبوط بیڑے تھے۔ وہ ہمیشہ ترکی کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے۔ ان حالات میں سلطان سلیمان اپنی بحری قوت نئے سرے سے منظم کرنے سے غافل نہ رہ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا بیڑا مضبوط بنانے کے لئے خیر الدین بار بروسہ کو امیر البحر کا عہدہ پیش کیا جو اس نے قبول کر لیا۔ سلطنت عثمانیہ میں امیر البحر کو قپوان پاشا کہتے تھے۔

خیر الدین بار بروسہ عثمانی بیڑے کا امیر البحر مقرر ہونے سے پہلے ہی جہاز راں کے طور پر خاصا نام پیدا کر چکا تھا۔ وہ شمالی افریقہ میں الجزائر کا حاکم تھا جسے اس نے اپنے بڑے بھائی اوروج (بعض کتابوں میں اس کا نام عروج آیا ہے) کی رہنمائی میں فتح کیا تھا اور اس کی موت کے بعد اس کا جانشین بنا۔

خیر الدین بار بروسہ کا باپ یعقوب عیسائی سے مسلمان ہوا تھا۔ وہ جزیرہ لیس

باس کے سب سے اہم شہر میٹی لین کا رہنے والا تھا۔ جزیرہ لیس باس ترکی کے ساحل کے بالکل پاس ہے۔ یونان کی مشہور شاعرہ سیفو اسی جزیرے کی رہنے والی تھی۔

خیر الدین کے تین بڑے بھائی تھے۔ سب سے بڑا اسحاق تھا۔ اس سے چھوٹا الیاس اور اس سے چھوٹا اوروج اور خیر الدین ''بار بروسہ'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ بار بروسہ کے معنی ''سرخ داڑھی والا'' چونکہ ان دونوں بھائیوں کی داڑھی سرخ تھی، اس لئے یورپ والوں نے ان کا نام ہی ''بار بروسہ'' رکھ دیا۔

ان کا باپ عثمانی فوج میں سپاہی تھا۔ وہ میٹی لین میں اس وقت آ کر آباد ہوا تھا۔ جب اسے سلطان محمد دوم نے فتح کیا تھا۔ یعقوب کے چاروں بیٹے یہیں پیدا ہوئے۔ سب سے چھوٹا بیٹا ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا۔ اس کا نام خضر رکھا گیا۔ خضر بڑا ہو کر خیر الدین بار بروسہ کے نام سے مشہور ہوا اور عثمانی بیڑے کا امیر البحر بنا۔

پندرھویں صدی عیسوی سے اٹھارویں صدی عیسوی کے وسط تک کا زمانہ بحری قزاقی کا زمانہ تھا۔ اس زمانے میں سمندروں میں ڈاکے ڈالنے کو برا نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اسے بہادروں کا پیشہ خیال کیا جاتا تھا اور پھر اس پیشے میں دولت ہی دولت تھی اور شہرت اس کے علاوہ تھی، چنانچہ کوئی ساڑھے تین سو سال کے اس عرصے میں یورپ کے کئی ملکوں میں بڑے نامور بحری قزاق پیدا ہوئے۔ بحیرۂ روم اور بحر اوقیانوس کا کوئی حصہ بھی ان سے بچا ہوا نہ تھا۔ یہ لوگ اکثر پندرہ پندرہ بیس بیس جہازوں کا بیڑا بنا لیتے اور تجارتی جہازوں کو لوٹ لیتے۔ کسی ملک کا فوجی بیڑا سامنے آجاتا تو کنی کاٹ جاتے۔ ان سمندری ڈاکوؤں میں سے بعض کے بیڑے بڑی بڑی سلطنتوں کے بیڑے کا مقابلہ کرتے تھے۔

یہ تھے وہ حالات جن میں یعقوب سپاہی کے بیٹوں نے آنکھ کھولی۔ بڑے بیٹے اسحاق نے تجارت شروع کر دی۔ الیاس اور اوروج نے بحری قزاقی میں قدم رکھا اور ایک چھوٹا سا بیڑا بنا کر سمندری جہازوں کو لوٹنے لگے۔ چھوٹے بیٹے خضر نے تعلیم حاصل

کرنے کی بجائے کشتی چلانی سیکھی۔ان میں مہارت پیدا کی اور پھر اپنے بڑے بھائیوں کے بیڑے میں شامل ہو گیا۔اب سمندر ہی اس کا گھر گھاٹ اور اوڑھنا بچھونا تھا۔

اب الیاس، اوروج اور خضر نے اپنی طاقت بڑھانی شروع کر دی اور شمالی افریقہ کے کئی چھوٹے موٹے ساحلی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ایک معرکے میں الیاس مارا گیا۔ بار بروسہ برادران سلطنت عثمانیہ کا بہت ادب کرتے تھے، چنانچہ اوروج نے ترکی کے سلطان سلیم دوم کو اپنا بادشاہ مان لیا اور اطاعت کے اظہار کے لئے ان کی خدمت میں کئی تحفے بھیجے۔اس کے جواب میں سلطان سلیم نے اسے خلعت سے نوازا۔اس کے بعد ہسپانوی بیڑے سے مقابلے میں اوروج بھی مارا گیا۔ اب خضر تمام شہروں کا مالک بنا جو اس کے بھائیوں نے فتح کئے تھے۔

سلطان سلیم کی موت کے بعد ۱۵۲۰ء میں سلطان سلیمان تخت پر بیٹھے۔انہوں نے پہلے تو بعض بغاوتوں اور شورشوں کو ختم کیا۔پھر اپنے بیڑے کو نئے سرے سے تیار کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کام میں اپنی مدد آپ کے لئے خضر بار بروسہ کو چنا۔خضر نے سلیمان کی پیشکش قبول کر لی اور خیر الدین پاشا کے نام سے الجزائر کا ''بیلر بے'' اور عثمانی بیڑے کا امیر البحر مقرر ہوا۔''بیلر'' اور ''بیلر بے'' سلطنت عثمانیہ کے دو اعزاز تھے۔ان میں بیلر بے گورنر جنرل کے برابر تھا۔بیلر بے کو اپنے جھنڈے پر گھوڑے کی ۲ دُمیں لہرانے کی اجازت تھی۔واضح رہے ''گھوڑے کی دُم'' ترکوں کے قومی پرچم کا نشان تھی۔

سلطان سلیمان کا ایک سمندری ڈاکو کو اپنے بیڑے کا امیر البحر بنانا کوئی انوکھی بات نہ تھی۔اس زمانے میں یورپ کے سبھی حکمراں اپنے بیڑے کے امیر البحر سمندری ڈاکوؤں میں سے چنا کرتے تھے، کیونکہ یہ لوگ تجربہ کار جہاز راں ہوتے تھے۔

سلیمان کے بیڑے میں شامل ہونے سے حضر بار بروسہ کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا۔اب وہ خیر الدین پاشا بار بروسہ تھا۔خیر الدین پاشا کو نئی زندگی کے آغاز کے

ساتھ ہی یورپ کی دو تاریخی شخصیتوں سے واسطہ پڑا۔

پہلی شخصیت ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس اوّل تھا۔ یہ شخص ۱۵۱۹ء میں سولہ سال کی عمر میں ہسپانیہ کے تخت پر بیٹھا۔ یہ کسٹلی کے بادشاہ فلپ کا بیٹا تھا جو تاریخ میں خوبصورت فلپ کے نام سے مشہور ہے۔ ہسپانیہ کا بادشاہ فری فرڈی نینڈ اور اس کی ملکہ ازابیلا، چارلس کا ننھیال تھا۔ چونکہ ان کے سارے بچے ان کی زندگی میں مر چکے تھے اس لئے ہسپانیہ کا تخت چارلس کو ملا۔ اس کا نانا وہی فرڈی نینڈ تھا جس نے ۱۴۹۲ء میں غرناطہ کے آخری حکمران عبداللہ الاحمر کو شکست دی اور پھر مسلمانوں کو ہسپانیہ سے نکالا تھا۔ چارلس کے دل میں مسلمانوں کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چونکہ سلطنت عثمانیہ مسلمانوں کی ایک طاقتور سلطنت تھی اس لئے چارلس اور اس کے اتحادیوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی۔

انیس سال کی عمر میں چارلس نے شہنشاہ بننے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ ان دنوں یورپ کی عیسائی حکومتیں اپنے میں سے کسی ایک بادشاہ کو اپنا شہنشاہ چن لیتی تھیں۔ یہ شہنشاہ نام کا شہنشاہ ہوتا تھا۔ اسے کوئی خاص اختیارات حاصل نہ تھے۔ وہ صرف عثمانی سلطنت کے خلاف اتحاد کی علامت تھا۔ چارلس اوّل کے مقابلے میں فرانس کا بادشاہ فرانسس اوّل تھا، مگر انیس سالہ نوجوان چارلس انتخابی ادارے کو تین لاکھ اکاون ہزار فلورین کی رشوت دے کر شہنشاہ منتخب ہو گیا اور اس طرح وہ انیس سال کی عمر میں انگلستان، فرانس، پرتگال اور پوپ کے مقبوضات کو چھوڑ کر سارے مغربی اور وسطی یورپ کا نام نہاد شہنشاہ بن گیا۔ اسے شہنشاہ پنجم کہا جانے لگا۔ چنانچہ یورپ کی اس زمانے کی تاریخ میں چارلس اول اور شہنشاہ چارلس پنجم ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔

اس دور کی دوسری شخصیت جس سے خیر الدین باربروسہ کو واسطہ پڑنے والا تھا وہ یورپ کا مشہور امیر البحر اینڈریو ڈوریا تھا۔ یہ اٹلی کے شہر جنوآ کے امیر کبیر گھرانے سے

تھا۔اس نے بچپن میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد پوپ کےمحافظ دستے میں بھرتی ہوگیا۔پھرفرانس کے بادشاہ کا باڈی گارڈ بنا۔

اینڈریوڈوریا نے اپنے ملک کی سیاست میں بھی حصہ لیا۔یورپ کے بادشاہوں کے بیڑوں کی کمان بھی کی۔وینس کی ریاست کا بیڑا کئی بار اس کی کمان کے ماتحت آیا۔اس نے امیرالبحر کی حیثیت سے کئی یورپی بادشاہوں کی ملازمت کی مگر کسی ایک جگہ ٹک کر نہ رہا۔اس نے ترکوں اور بربروں کے خلاف عیسائی حکومتوں کی مدد کو اپنی زندگی کا اصول بنالیا تھا۔اسے آج تک عیسائی دنیا کا ایک بڑا امیرالبحر مانا جاتا ہے۔

اینڈریوڈوریا اور خیرالدین باربروسہ کے بیڑوں میں کئی بار مقابلہ ہوا مگر ایک بار کےسوا ڈوریا نے ہر مقابلے میں شکست کھائی۔

خیرالدین پاشا کو سلیمان کے بیڑے کا امیرالبحر بنے چودہ پندرہ سال گزر چکے تھے۔خیرالدین اپنی بحری حیثیت کے علاوہ شمالی افریقہ کے چند شہروں کا گورنر بھی تھا کہ اسے تیونس کے حکمران سلطان مولائی حسن کے مظالم کا حال معلوم ہوا۔

تیونس شمالی افریقہ میں دوسوسال سے اسلامی علم وادب اور تہذیب وتمدن کا مرکز تھا۔تیونس کے کتب خانے اور مسجدیں اپنی مثال آپ تھیں۔مسلمان،عیسائی اور یہودی چین کی زندگی بسر کررہے تھے۔جب مولائی حسن حکمران بنا تو اس نے رعایا پرظلم ڈھانا شروع کردیا۔تھوڑے عرصے ہی میں عوام پریشان ہوگئے۔

ہ تھے وہ حالات جن سے ۱۵۳۳ء میں خیرالدین نے اہل تیونس کو نجات دلائی۔ وہ چند جہاز لے کر تیونس روانہ ہوا۔لوگوں نے اس کے آنے کی خبر سنی تو بادشاہ کا ساتھ چھوڑدیا۔باربروسہ بلا روک ٹوک شہر میں داخل ہوا اور خون کا ایک قطرہ بھی بہائے بغیر اس پر قابض ہوگیا۔اس طرح شہر تیونس سلطنت عثمانیہ میں آ گیا۔

تیونس عثمانی سلطنت کا حصہ تو بن گیا مگر عیسائی ملک جاگ اٹھے۔وہ ترکوں کے

خلاف اکٹھے ہو گئے۔ انہیں تیونس کا عثمانی سلطنت میں شامل ہونا یوں بھی پسند نہ تھا کہ ہسپانیہ سے نکلے ہوئے ہزاروں مسلمان الجزائر کی طرح یہاں بھی بس چکے تھے۔ ساتھ ہی تیونس کے معزول سلطان مولائی حسن نے چارلس سے فریاد کی کہ میری مدد کو آؤ، چنانچہ اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ مل گیا۔ پورپ پال سوئم نے چارلس کو جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ مالی امداد دی۔ جنوآ سے ڈوریا بیڑا لے کر آ گیا۔ اس طرح دوسو جہازوں اور تیس ہزار بحری سپاہیوں کی فوج تیار ہوگئی۔

۱۵۳۵ء میں چارلس اس بیڑے کو لے کر روانہ ہوا۔ اینڈریوڈوریا اس کا امیرالبحر تھا۔ بیڑا تیونس کے سامنے پہنچ گیا۔ باربروسہ نے ایک ماہ تک مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور تیونس خالی کر کے قسطنطنیہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد فاتح فوج شہر میں داخل ہوئی۔ چارلس نے مولائی حسن کو پھر گدی پر بٹھا دیا مگر اسے چارلس کی اطاعت قبول کرنی پڑی۔

تیونس میں شکست کھانے کے بعد باربروسہ نے قسطنطنیہ پہنچ کر سلیمان کو نیا بحری بیڑا بنانے کا منصوبہ پیش کیا جس پر فوراً عمل شروع ہوگیا۔ جنگل کاٹ کر جہازوں کیلئے تختے تیار کئے گئے اور نئے جہاز بنائے گئے۔ اس طرح تھوڑے عرصے ہی میں دوسو جہازوں کا نیا بیڑا تیار ہوگیا۔

اس بیڑے کی تیاری کے دوران باربروسہ کو چارلس اور فرانس کے بادشاہ فرانسس کے درمیان جنگ میں فرانسس کی مدد کے لئے جانا پڑا، کیونکہ فرانس اور ترکی ایک دوسرے کے دوست تھے۔ اس جنگ میں باربروسہ نے کورون پر دوبارہ قبضہ کرلیا اور ایک ایک کر کے بحیرہ ایجئین کے سب جزیروں پر قبضہ کر کے انہیں دولت عثمانیہ میں شامل کیا۔ یہ سب جزیرے وینس کی حکومت کے ماتحت تھے۔ وینس کی حکومت چارلس کی مستقل حلیف تھی اور چارلس دولت عثمانیہ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔

ان جزیروں پر ترکوں کے قبضے سے وینس کی حکومت خاصی کمزور ہوگئی، جس کا نقصان چارلس کو پہنچا۔

عیسائیوں کے مقابلے میں عثمانی بیڑے میں صرف دو جہاز تھے۔ آخر ۱۵۳۷ء میں پریویئیسا کے مقام پر دونوں بیڑوں میں مقابلہ ہوا۔ سمندری جنگ میں باربروسہ کی مہارت اور تجربے کی وجہ سے عیسائیوں کو شکست فاش ہوئی اور بحیرہ روم پر پھر باربروسہ کی حکمرانی ہوگئی۔

چارلس نے اس شکست کے بعد باربروسہ کو اپنا ساتھی بنانے کی کوشش کی۔ اسے کئی تحفے بھیجے۔ طرح طرح کے لالچ دیئے اور اسے اپنے ماتحت شمالی افریقہ کی بادشاہت بھی پیش کی لیکن باربروسہ نے اس پیش کش کو ٹھکرادیا اور سلطنت عثمانیہ کا ساتھ دیا۔

پریویئیسا کی شکست کے بعد چارلس کو ایک اور مہم سوجھی۔ اب کے اس نے الجزائر کو فتح کرنے کا خواب دیکھا۔ چنانچہ وہ اکتوبر ۱۵۴۱ء میں ڈوریا کو ساتھ لے کر الجزائر پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ خشکی پر زور کا مقابلہ ہوا اور باربروسہ نے ڈوریا اور چارلس کو شکست دی۔ پھر سمندر میں طوفان آ گیا جس نے چارلس کے بیڑے کو تتر بتر کر دیا، چنانچہ سمندر میں مقابلے کی نوبت ہی نہ آئی اور حملہ آور ناکامی کا داغ لئے واپس چلے گئے۔

اربروسہ نے چارلس کے حملے کا فوراً جواب دیا اور کالابیر پر حملہ کر دیا۔ اسے تباہ کرنے کے بعد وہ روم کی طرف بڑھا۔ اس کے جہاز روم کی بندرگاہ میں داخل ہو گئے۔ تمام شہر باربروسہ کے آنے کی خبر سن کر کانپ اٹھا مگر اس نے شہر کو کوئی نقصان نہ پہنچایا اور شاہ فرانس (فرانسس) کی سفارش پر جو ترکی کا دوست تھا باربروسہ، روم کو اس کے حال پر چھوڑ کر واپس آ گیا۔

خیرالدین باربروسہ کو ہسپانیہ میں اسلامی حکومت ختم ہونے کا بہت رنج تھا، کیونکہ

اس سے ہسپانیہ کے مسلمانوں پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے مسلمانوں پر ذلت آمیز شرطیں ٹھونسیں۔ان میں ایک شرط یہ تھی کہ مسلمان ہسپانیہ سے نکل جائیں اور اگر انہیں ہسپانیہ میں رہنا ہے تو عیسائی ہو جائیں۔ چنانچہ ہزاروں مسلمان چھوٹی بڑی کشتیوں میں بیٹھ کر ہسپانیہ پہنچے اور ستر ہزار مسلمانوں کو جہازوں کے ذریعے لا کر شمالی افریقہ کے مختلف شہروں میں بسایا۔ ان شہروں میں الجزائر کا شہر بھی شامل تھا جس پر اوروج کا قبضہ تھا۔

ہسپانیہ میں جو مسلمان رہ گئے تھے، ان کی یاد بار بروسہ کو اکثر ستاتی تھی۔ چنانچہ اس نے ہسپانیہ کو پھر سے فتح کرنے کا ارادہ کر لیا اور اپنا بیڑا لے کر آبنائے جبل الطارق (جبرالٹر) پہنچ گئے۔ چارلس کو اس کے ارادے کا علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے مقابلے کی تیاری کر رکھی تھی۔ بار بروسہ وہاں پہنچا تو اس نے دشمن کو مقابلے کے لئے تیار پایا۔ بار بروسہ دس دن کی کوشش کے بعد جبل الطارق پر اترنے میں کامیاب ہو گئے۔اس کی فوج کو ساحل پر اترتا دیکھ کر شہر کے لوگ اور فوج قلعے میں چلی گئی۔ بار بروسہ نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے نے طول کھینچا تو بار بروسہ کی رسد ختم ہو گئی، چنانچہ اسے واپس جانا پڑا۔

ہسپانیہ میں ناکامی اس کی زندگی کی دوسری ناکامی تھی، ورنہ اسے ہر مقابلے میں کامیابی حاصل ہوئی، مگر یہ دو ناکامیاں اس کی عظمت کو کم نہیں کر سکتیں بلکہ ان سے اس کی کامیابیاں اور چمکتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔

ہسپانیہ سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد وہ سبکدوش ہو گیا مگر سلطان سلیمان نے بحری معاملات میں ہمیشہ اس سے مشورہ لیا اور اس پر عمل کیا۔ آخر ۱۵۴۶ء میں خیر الدین پاشا بار بروسہ نے وفات پائی۔اس وقت اس کی عمر اسّی برس تھی۔

اسے آبنائے باسفورس کے کنارے دفن کیا گیا اور وہاں ایک مقبرہ بنا دیا گیا۔ یہ

جگہ اپنی فطری خوبصورتی میں لاجواب ہے۔ اس کے سامنے دور دور تک سمندر پھیلا ہوا ہے۔ سمندر کی لہریں اس کے مقبرے کے آس پاس پھیلی ہوئی زمین کو چومتی اور واپس چلی جاتی ہیں اور اس طرح امیر البحر خیر الدین بار بروسہ کی عظیم خدمات کا اعتراف کرتی ہیں جو اس نے سلطنت عثمانیہ کے لئے انجام دیں۔

ایک عرصہ تک یہ رسم رہی کہ ترکی کے جہاز آبنائے باسفورس میں اس کے مقبرے کے سامنے سے گزرتے تو گولہ چھوڑ کر اسے سلامی دے کر گزرتے۔

باربروسہ نے ساری عمر شادی نہیں کی۔ اس نے کسی مدرسے میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ وہ بالکل اَن پڑھ تھا۔ اس نے جو کچھ سیکھا زندگی کے مکتب سے سیکھا۔ مگر ان پڑھ ہونے کے باوجود وہ علم وفن کا قدردان تھا اور اس کا ثبوت اس کی وصیت سے ملتا ہے جس میں اس نے اپنی ساری جمع پونجی ایک دارالعلوم قائم کرنے کے لئے وقف کر دی تھی۔

حکیم محمد موسیٰ......ایک حقیقی انسان

صاحبزادہ سید فاروق القادری ایم۔اے

۱۹۶۸ء کے اوائل کی کوئی مبارک گھڑی تھی کہ مجھے رام گلی (ریلوے روڈ پر مطب بعد میں منتقل ہوا) کے مختصر سے مطب میں حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی ایم۔اے سال اول کا ایک دبلا پتلا نوعمر طالب علم حکیم صاحب سے کیا ملا، وہ ہمیشہ کے لئے ان کا ہو کر رہ گیا۔ کوئی شک نہیں وہ عالم تھے، مؤرخ تھے، محقق تھے، اہل قلم تھے، درویش صوفی تھے لیکن کیا صرف یہی وہ اوصاف تھے جن کی بنا پر ایک دنیا ان کی دیوانی تھی، نہیں نہیں ان انفرادی یا اجتماعی اوصاف کے حامل سینکڑوں دوسرے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا کی بے وفائی، خودغرضی، جھوٹے اقدار، غلط پندار اور نمود وریا کی آندھیوں میں حکیم صاحب کا وجود، اخلاص، دردمندی، انکساری، فروتنی اور ہر شخص کے دل میں اتر جانے اور گھر کر لینے کی جن خوبیوں سے بہرہ ور تھا، وہ چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے۔

وہ حلم، وہ تواضع اور وہ طرز خود فراموشی
خدا بخشے جگر کو لاکھ انسانوں کا انساں تھا

حکیم صاحب کا مطب جسمانی بیماریوں کی علاج گاہ ہی نہیں، وہ ٹوٹے ہوئے دلوں، پریشان خاطر لوگوں، علمی رہنمائی حاصل کرنے والے ضرورت مندوں، دانشوروں، پروفیسروں، سیاست دانوں، مزدوروں، ریڑھی بانوں اور روحانی لوگوں کی ایک ایسی ہمہ گیر خانقاہ اور دارالشفاء تھی جہاں سے سب لوگ کچھ دے کر نہیں، کچھ لے کر ہی اٹھتے تھے۔ ان آنے والوں میں جو بھی آتا، ایسا معلوم ہوتا کہ حکیم صاحب اسی کے لئے چشم براہ تھے اور ''آمد آں یارے کہ ما می خواستیم'' کہہ کر اس کا استقبال

کرتے۔ وہ انتہائی وسیع القلب تھے۔

حکیم صاحب، برصغیر کے عربی زبان و ادب کے نامور عالم، علامہ محمد عالم آسی علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے۔ آپ کو عربی، فارسی پر مکمل عبور حاصل تھا۔ سب سے اہم بات یہ کہ وہ اعلیٰ پائے کے محقق تھے۔ میں ابتدا سے ہر چیز پڑھنے کا شوقین تھا مگر حکیم صاحب سے جب بھی بات ہوتی ان کی معلومات ہمیشہ بڑھی ہوئی، تازہ اور ہر اعتبار سے مکمل ہوتیں۔

حکیم صاحب برصغیر کے اس قافلے کے فرد تھے، جو برصغیر کے عشق نبوی کی خصوصی روایت کے امین، سلاسل روحانیت کی نسبت کا حامل، علم وفضل کے ساتھ شریعت وسنت کا علمدار رہا ہے جس میں اعلیٰ اخلاق، مروت، فیاضی، سیر چشمی، بلند ہمتی، گوشہ گیری اور نام ونمود سے کنارہ کشی سرفہرست تھے۔ اب پرانی محفلوں کی بساط لپیٹی جا رہی تھی۔ ان کے دیے آہستہ آہستہ بجھ رہے تھے۔ اسی لئے ہیچ مدانی اور عاجزی کا پیکر تھے۔

یہ درویش لاہور جاتا تو اپنی قیام گاہ کاشانہ میاں محمد سلیم حماد سجادہ نشین دربار داتا صاحب پر پہنچتے ہی حکیم صاحب سے ملاقات کے لئے دل مچلنے لگتا۔ میاں صاحب کی معیت میں حاضری ہوتی تو ہم کو دیکھتے ہی ان کی طبیعت کھل اٹھتی۔ چہرے پر خوشی و مسرت کے آثار دمکنے لگتے اور ان پر روحانی اصطلاح کے مطابق بسط کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ سید ہونے کے حوالے سے وہ ہمیشہ میرے ہاتھ چومنے کی کوشش کرتے اور میں شرم سے پانی پانی ہو جاتا ؎

کرم کردی الٰہی زندہ باشی!

علماء مشائخ، سادات اور طلباء کا دوا دارو مفت ہوتا۔ موسم کے مطابق مشروبات، چائے، شربت کے دور چلتے رہتے۔ خصوصی تیار کردہ خمیرہ سے بھی خصوصی حاضرین کی

تواضع ہوتی۔ کھانے کا وقت آجاتا تو کوئی خبر نہیں حکیم صاحب کا اشارہ پاتے ہی فوراً کھانے کا بندوبست کر لیتا۔ حکیم صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں جو مزا آتا، وہ شاہوں کی دعوتوں میں کہاں...... مولویانہ قسم کی مخصوص یبوست ان کو چھو کر نہیں گزری تھی۔ وہ باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ لطیفے، چٹکلے، ادبی ظرائف، نوک جھونک سے محفل کو شگفتہ بنائے رکھتے۔ الغرض ان کی مجلس سے دل اٹھنے کو نہ چاہتا۔ یہ شعر ان پر ہو بہو صادق آتا ؎

بہت لگتا ہے جی صحبت میں ان کی
وہ اپنی ذات سے اک انجمن ہیں

حکیم صاحب کو شدت سے اس بات کا احساس تھا کہ برصغیر میں عشق رسول ﷺ کی ہزار سالہ تاریخ نازک موڑ پر ہے۔ ہندوستان کے آخری مایہ ناز مقتدا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان کے معمولات و معتقدات اور برصغیر کے مسلم دینی مرکز فرنگی محل اور علماء خیر آباد کے نظریات کے خلاف سازشیں شروع ہو گئی ہیں تو انہوں نے جسمانی عوارض کی طرح ملت کی نبض پڑھ کر اس کی روحانی تشخیص کی اور خوب کی۔ چنانچہ کئی سال کے غور وخوض کے بعد انہوں نے مرکزی مجلس رضا کی بنیاد رکھی۔ پاک و ہند میں بڑے بڑے علماء اور ادارے موجود تھے مگر یہ سعادت ایک فقیر منش درویش کو ہوئی کہ اس نے اس سٹیج اور فورم کے ذریعے ایک بار پھر برصغیر کے مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔

اس خاکسار کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ مرکزی مجلس رضا کے خیال، اس کی تاسیس اور پہلے یوم رضا ۱۹۶۸ء کے سارے مراحل میں حکیم صاحب کا رفیق کار رہا۔ حکیم صاحب کے حاضر باش اس بات کی تصدیق کریں گے کہ وہ ہمیشہ اس عاجز کی رائے کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ انہوں نے مرکزی مجلس رضا کے ذریعے عشق رسول ﷺ

کی تحریک اٹھائی تو ہر شخص نے اسے اپنے دل کی آواز سمجھا۔شروع شروع میں انجان لوگ حیرت سے پوچھتے کہ یہ حکیم صاحب ہیں کون؟

ایں مطرب از کجاست کہ ساز عراق ساخت
وآہنگ بازگشت ز راہ حجاز کرد

ایک خاص بات جس نے حکیم صاحب کو امتیازی حیثیت دے دی تھی وہ یہ تھی کہ وہ حق کے بارے میں کسی لچک، نرمی اور مداہنت کے لفظ سے بھی آشنا نہ تھے۔وہ جس بات کو صحیح سمجھتے، اس پر ڈٹ جاتے، ڈنکے کی چوٹ پر کہتے اور کسی شخصیت کی پرواہ نہ کرتے۔اس معاملے میں انہوں نے کئی پرانے دوستوں اور علماء سے قطع تعلق تک کر لیا تھا۔وہ مولانا جوہر کے اس شعر کی مجسم تصویر تھے ؎

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

حکیم صاحب کے تعلقات کا اندازہ ان کے ساتھ بیٹھنے کے بعد ہوتا تھا۔ان کے پاس اندرون و بیرون ملک سے سینکڑوں خطوط آتے۔ملاقات کے لیے آنے والوں میں افغانستان، ایران، بھارت، انگلستان، جرمنی، بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات اور کینیڈا وغیرہ کے سکالرز، علماء طلباء اور دانشور میں نے خود دیکھے ہیں۔ان کے ہاں مصنوعی رکھ رکھاؤ اور تکلفات کا کوئی گزر نہ تھا۔البتہ علم اور نسبت کی قدر کرنے والا شاید ہی کوئی ان سے بڑھ کر ہو۔انہوں نے ہزاروں نادر اور قیمتی کتابوں پر مشتمل ذاتی کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو دے کر علم کی قدر و قیمت کی ایسی شاندار مثال قائم کی جس کی تقلید کی جانی چاہئے۔

اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب

اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
پاک ہیں لوثِ خزاں سے گل و ریحانِ عرب
حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب
بلبل و نیل پَر و کبک بنو پروانو!
مہ و خورشید پہ ہنستے ہیں چراغانِ عرب
حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسنِ ازل طالب جانانِ عرب
کرمِ نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگِ حسّانِ عرب

(امام احمد رضا خان محدث بریلوی)

☆☆☆☆

اطلاعِ عام
ادیب شہیر علامہ شمس بریلوی رحمہ اللہ کی جملہ تصانیف و تراجم کے حقوق علامہ شمس بریلوی کے فرزند و جانشین جناب لیفٹیننٹ کرنل فرید شمس نے الحقائق پبلی کیشنز دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور کو دے دیے ہیں لہٰذا کوئی ادارہ، ناشر اور شخص ان کو شایع کرے گا تو اسکے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی، اس اطلاع کو نوٹس سمجھا جائے...
مشیران قانونی.... ڈاکٹر محمد شاہد ایڈووکیٹ، عاطف عقیل خان ایڈووکیٹ
سرورِ کونین کی فصاحت
گلستان
دیوانِ حافظ
ملفوظاتِ رومی
ملفوظاتِ رومی، نظامِ مصطفیٰ ﷺ، لُمعاتِ خواجہ، کلام رضا، ادبی و تحقیقی جائزہ و دیگر تصانیف و تراجم
الحقائق پبلی کیشنز
دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
kashifraza786678@gmail.com
0333-7861895
+92 423 7231895